Regd E.P. No 861

رجسٹرڈ ای۔ پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۲؍

تواریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ || ۲۸ شہادت ۱۳۳۳ ہش ۲۴ شعبان المبارک ۱۳۷۳ ھ - ۲۸ اپریل ۱۹۵۴ء || نمبر ۱۷

تحقیقاتی عدالت لاہور کا فیصلہ

گذشتہ سال مغربی پنجاب میں رونما ہونے والے فسادات کی تحقیق کے لئے جو عدالت قائم ہوئی تھی اس نے ہفتہ زیر اشاعت میں ۱۰ اپریل کو فیصلہ دیا تھا۔ ریڈیو پاکستان کی طرف سے نشر کردہ رپورٹ کی بناء پر اسقدر علم ہو سکا ہے کہ اس عدالت نے ایسے فسادات کی ذمہ داری زیادہ تر جماعت احرار اور جماعت اسلامی ممتاز دولتانہ اور حکومت پر ڈالی ہے تفصیلی رپورٹ حاصل ہونے پر بعد میں شائع کی جائے گی۔

جماعت احمدیہ پاکستان کی سالانہ مجلس مشاورت ربوہ میں شروع ہو گئی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا نمائندگان مجالس سے افتتاحی خطاب

بجٹ اور دیگر امور پر غور کرنے کے لئے تین سب کمیٹیوں کا قیام

ربوہ ۱۶ ماہ شہادت:- آج بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کا اجلاس شروع ہوا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اجلاس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر فرمایا جب احباب نے حضور کے وجود باجود کو اپنے درمیان موجود پایا۔ ان کے قلوب بے پایاں خوشی اور مسرت اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے معمور ہو گئے۔ کیونکہ جب سے حضور سیدنا ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ حضور باہر تشریف لائے۔ اور احباب کے درمیان رونق افروز ہو کر ان سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہماری دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا فرمایا۔ اور یہ مبارک ساعت پھر ہمیں نصیب ہوئی۔ کہ حضور ہمارے درمیان تشریف لائے۔ اور ہمیں حضور کا دیدار کرنے اور حضور کے روح پرور الفاظ سننے اور حضور کی اقتداء میں دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی فالحمد للہ۔ ومن فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

نماز جمعہ کے بعد جو مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے پڑھائی۔ لجنہ اماء اللہ کے ہال میں مجلس مشاورت کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں شمولیت کے لئے پنجاب کے علاوہ صوبہ سرحد۔ آزاد کشمیر۔ سندھ بلوچستان مشرقی بنگال غرض پاکستان کے ہر حصہ سے نمائندگان تشریف لائے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں بیرونی ممالک مثلاً انڈونیشیا۔ امریکہ۔ سیلون۔ شام۔ کینیا۔ مشرقی افریقہ، سیرالیون، گولڈ کوسٹ وغیرہ مغربی افریقہ کی احمدی جماعتوں کے نمائندگان نے بھی شرکت فرمائی جمعہ تین بجے میں دس منٹ باقی تھے۔ جب کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہال میں تشریف لائے۔ احباب نے کھڑے ہو کر نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا۔

شام کے مخلص واقف زندگی نوجوان السید سلیم الجابی صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرمائی جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک لمبی اجتماعی دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کا افتتاح کیا دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کرسی پر بیٹھے ہوئے مختصر تقریر فرمائی۔ حضور نے بجٹ سے تعلق رکھنے والے بعض اہم امور پر روشنی ڈالتے ہوئے نمائندگان کو انہیں ملحوظ رکھنے کی نصیحت فرمائی۔ اس ضمن میں حضور نے نوجوانوں کو خاص طور پر تلقین فرمائی۔ کہ وہ اپنے اندر ذمہ داری کا احساس اور محنت کرنے کی عادت پیدا کریں۔ حضور نے فرمایا۔ اگر یہ دو خصوصیتیں ہمارے نوجوان اپنے اندر پیدا کریں۔ تو وہ زمین سے آسمان تک پہنچ سکتے ہیں۔

حضور نے اپنی علالت طبع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ گو اب زخم کو آرام ہے۔ لیکن زخم کے نتائج کے ختم ہونے میں ابھی کافی وقت لگے گا۔ ابھی تک کمزوری۔ نقاہت اور بخار اور شکر کی آمیزش وغیرہ کے علاوہ زخم کے مقام پر درد محسوس ہوتا ہے۔ اور گردن کو آزادی سے ہلایا نہیں جا سکتا۔ بولنے میں بھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ابھی ایک لمبے عرصہ تک آرام کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا اسی وجہ سے میں اس دفعہ مشاورت کے اجلاسوں میں پہلے کی طرح شریک نہ ہو سکوں گا۔ کسی کسی وقت آنے کی کوشش کروں گا۔ بہرحال میری عدم موجودگی میں بھی مشاورت کی کارروائی ایجنڈے کے مطابق جاری رکھی جائے۔ اور اس کی رپورٹیں ساتھ کے ساتھ مجھے بھجوائی جایا کریں۔ تا کہ میں ان کے متعلق اپنی رائے اور فیصلوں کا اظہار کر سکوں۔

اس کے بعد حضور نے مختلف سب کمیٹیاں مقرر کرنے اور مشاورت کی کارروائی چلانے کے لئے مکرم مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب کو بطور چیئرمین مقرر فرمایا۔ اور پھر حضور واپس تشریف لے گئے۔

حضور کے تشریف لے جانے کے بعد مکرم مرزا عبدالحق صاحب نے نمائندگان کے مشورہ سے حضور ذیل تین سب کمیٹیاں مقرر کرنے کا اعلان فرمایا (۱) سب کمیٹی بیت المال جو صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ تحریک جدید کے بجٹ پر بھی غور کرے گی)۔ اس کے صدر مکرم چوہدری نعمت خان صاحب اور سیکرٹری مکرم ناظر صاحب بیت المال اور وکیل المال صاحب مقرر ہوئے۔ اس کے ۲۴ ممبر ہوں گے (۲) سب کمیٹی [illegible] تبلیغ و نظارت علیا اس کے صدر مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب اور سیکرٹری مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ۔ اور مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مقرر ہوئے۔ اس کے ۱۲ ممبر تجویز ہوئے۔

(۳) سب کمیٹی تعلیم و تربیت۔ اس کے صدر پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب اور سیکرٹری نائب ناظر صاحب تعلیم و تربیت مقرر ہوئے۔ اس کے ۱۷ ممبر مقرر ہوئے۔ سب کمیٹیوں کے تقرر کے بعد اجلاس کل پر ملتوی ہوا۔ (الفضل)

حضرت امام جماعت احمدیہ پر قاتلانہ حملہ کے متعلق پریس کی طرف سے مذمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ پر قاتلانہ حملہ کی ہندوپاکستان کے اخبارات نے متفق طور پر مذمت کی ہے۔ چنانچہ گذشتہ کئی اشاعتوں میں ان کے اقتباسات دیئے جا چکے ہیں آج ہم ہفتہ وار "آواز حق" مظفر آباد سے ذیل کا مضمون نقل کرتے ہیں۔ جو ۱۲ مارچ کی اشاعت میں زیر عنوان "قابل صد مذمت" لکھا گیا ہے:۔

"یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ کہ کسی بدکردار شخص نے احمدیہ جماعت کے امام میرزا بشیر الدین محمود احمد پر قاتلانہ حملہ کیا۔ شکر ہے کہ مرزا صاحب بچ گئے ہیں۔ اور حملہ آور کو برموقع گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ حملہ یقیناً بزدلانہ حرکت ہے۔ جس کی ہر صاحب الرائے انسان مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے عقائد کے ساتھ بہت سے لوگ اتفاق نہیں کرتے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اختلاف رائے کی بناء پر کسی کی جان لی جائے۔ اور وہ بھی بزدلوں کی طرح۔ چوری چھپے اور گھات میں رہ کر۔ فرانس کے مشہور انقلابی فلاسفر والٹیر کا قول ہے:۔

"I may disagree with all what you say, but I will fight unto death for your right to say so."

یعنی ایک صحیح جمہوریت پرست اپنے مخالف سے کہتا ہے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ میرا کوئی اتفاق نہیں ہے۔ لیکن آپ کے اس حق کی کہ آپ میرے خلاف بھی کہتے رہیں۔ حفاظت کرنے کے لئے اپنی جان بھی دے دوں گا۔ جمہوریت اور رواداری اسی کا نام ہے کہ آپ کسی شخص کے خیالات کے ساتھ اتفاق نہ بھی کرتے ہوں تو بھی آپ اس کو اظہار خیال کا موقعہ دیں۔ جب تک وہ پر امن طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو تشدد کی تلقین نہیں کرتا۔ آپ اسے لکھنے۔ بولنے۔ چلنے پھرنے کی مکمل آزادی دیں۔

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ملاپ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

بلکہ اس کی اس آزادی کی بھی حفاظت کریں لیکن محض اختلاف عقائد کی بنا پر تشدد اور قتل کی سازش پر اتر آنا اور کسی کے Cold Blooded Murder کی کوشش کرنا جمہوریت انسانیت اور آزادی پر ایک بدترین حملہ ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

اگر اس قسم کی حرکتوں کو کھلی کر نہ رکھ دیا گیا تو پاکستان میں کسی بھی شخص کی جان محفوظ نہیں ہے۔ بڑے بڑے حکمران سیاسی تا مذہبی لیڈر کاروباری آدمی کو ایک بزدل کرائے کا ٹٹو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔ برما کے آنگ سان وزیر اعظم اور اس کی کابینہ۔ مرحوم لیاقت علی خاں اور مسٹر گاندھی وغیرہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ موجودہ واقعہ کی مکمل تحقیقات کر کے ان اشخاص کو جن کا اس سے براہ راست یا بالواسطہ تعلق ہو۔ کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اور ملک میں رواداری جمہوریت انسانی آزادی کا تحفظ کیا جائے۔

بندے ماترم سے سُنئے

"احمدی لوگ تمام دنیا کے مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ ٹھوس اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والے ہیں اور ان کی تبلیغی جد و جہد اس وقت ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچا رہی ہے۔ اگر ہماری غفلت کی یہی حالت رہی۔ تو مستقبل قریب میں یہی لوگ ہماری مکمل تباہی کا باعث ہوں گے۔"

(اخبار بندے ماترم مورخہ ۹/۴/۶۵ ص ۱۸)

مدحِ نبویؐ

(از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

السلام اے ہادیٔ راہِ ہدیٰ جانِ جہاں — والصلوٰۃ اے خیرِ مطلق اے شہِ کون و مکاں
تیری ملنے سے ملا ہم کو مقصودِ حیات — تجھ کو پا کر ہم نے پایا کامِ دل آرامِ جاں
آپ چل کر تو نے دکھا دی رہِ وصلِ حبیب — تو نے بتلایا کہ یوں ملتا ہے یارِ بے نشاں
ہے کشادہ آپ کا بابِ سخا سب کے لئے — زیرِ احساں کیوں نہ ہوں پھر مرد و زن پیر و جواں
تشنہ روحیں ہو گئیں سیراب تیرے فیض سے — علم و عرفانِ خداوندی کے بحرِ بے کراں
ایک ہی زینہ ہے اب بامِ مرادِ وصل کا — بے ملے تیرے ملے ممکن نہیں وہ دلستاں
تو وہ آئینہ ہے جس نے منہ دکھایا یار کا — جسمِ خاکی کو عطا کی روح اے جانِ جہاں
تا قیامت جو رہے تازہ تیری تعلیم ہے — تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں
ہے یہی ماہِ مبیں جس پر زوال آتا نہیں — ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں باد خزاں
کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں — خوب فرمایا یہ نکتہ مہدیٔ آخر زماں

یہ دعا ہے میرا دل ہو اور تیرا پیار ہو!
میرا سر ہو اور تیرا پاک سنگِ آستاں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاع

ربوہ ۱۹ر اپریل کل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت زیادہ رہی اور حرارت ۹۹ درجہ تک آتی رہتی رہی۔ زخم کے مقام پر اور کان کے سامنے کی طرف درد کی شکایت بھی رہی۔ پیشاب میں شوگر کی علامات کوئی نہیں پائی گئیں۔

قادیان ۲۳ر اپریل۔ مکرم قاضی عبد السلام صاحب بھٹی نے مسجد اقصیٰ میں بعد نماز جمعہ احباب کو حضور کی ربوہ میں شمولیت مجلس مشاورت کے مختصر کوائف سنائے۔ اور حضور کی صحت عاجلہ کاملہ اور درازیٔ عمر کیلئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھنے کی تلقین کی۔ آپ نے بتایا کہ حضور نے مشاورت میں فرمایا کہ گو زخم اوپر سے مندمل ہو چکا ہے۔ لیکن اندر گوشت کے باہم پیوست ہونے میں ہنوز کئی ماہ صرف ہوں گے پیشاب میں شکر کے باعث میں شکر کا اور نقرس کے باعث گوشت کا استعمال نہیں کر سکتا۔ اس لئے عمر کے اس مرحلہ پر صرف ترکاریوں کی غیر مرغوب غذا سے جس انداز سے طاقت و توانائی عود کر سکتی ہے ظاہر ہے۔ ابھی زخم کے مقام پر درد باقی ہے۔ اور رات کو کروٹ بدلنے کے وقت درد سے نیند خراب ہو جاتی ہے۔ اور سحری اگر کروٹ بدلنی پڑتی ہے۔ حضور نے افتتاحی تقریر کے علاوہ (جس کا ذکر الگ دیا ہے) ۱۸ اپریل کو تقریباً سوا گھنٹہ تقریر فرمائی اور اختتامی دعا میں شرکت کے لئے بھی تشریف لائے

م اور دعا سے قبل پون گھنٹہ تقریر فرمائی۔ زخم کے مقام پر تکلیف کی وجہ سے اس روز حضور کپڑے کی ٹوپی پہن کر تشریف لائے۔ جس پر سفید رو پالی رس پر رنگین پھول کاڑھے ہوئے یا چھپے ہوئے تھے پہنا ہوا تھا۔ تقریریں کرسی پر بیٹھے ہوئے کیں۔

احباب اس مبارک وجود کے لئے دعائیں بتواتر کرتے رہیں۔

"سلطان القلم کے رشحاتِ قلم"

یقین

"اے وے لوگو! جو نیکی اور راست بازی کے لئے بلائے گئے ہو —
تم یقیناً سمجھو۔ خدا کی کشش اس وقت تمہیں پیدا ہوگی اور —
اس وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے:
جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے —
— شائد تم کہو گے ہمیں یقین حاصل ہے! —
سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے —
یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں —
کیونکہ اس کے لوازم حاصل نہیں
وجہ یہ کہ
تم گناہ سے باز نہیں آتے،
تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہیئے:
تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیئے!!
خود سوچ لو کہ
جس کو یقین ہو کہ
فلاں سوراخ میں سانپ ہے اور اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے۔
اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے —
وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے —
اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ
اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے
اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے
— سو —
تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں — اور تمہارے کان — اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں!! —
اگر تمہیں خدا اور جزا اور سزا پر یقین ہے —
گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا —
اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو۔
تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو —:
اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں
— شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔
ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔
یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے
یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے — اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔
یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔
یقین خدا کو دکھاتا ہے —
ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے
ہر ایک فدیہ باطل ہے۔
اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔
وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی ہے۔ اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے۔
وہ یقین ہے!! (کشتی نوح)

عطیہ اور درخواست دعا

مکرم محمد لطیف صاحب ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب آگر چرم نئی سڑک کانپور نے اپنے بچے عتیق احمد کے ختنے کی خوشی میں بدر کو مبلغ ۶/ روپے عطیہ دیا ہے کہ کسی مستحق کے نام پرچہ جاری کیا جائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء احباب بچے کی صحت۔ درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا فرماویں (منیجر بدر)

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھاؤ

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۸ ماہ تبوک ۱۳۳۲ ہش

مرتبہ:- شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج پھر ہم اس مہینہ میں سے گزر رہے ہیں۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ یعنی یہ وہ

مبارک مہینہ

ہے۔ جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ یا جس کے برکات کے متعلق قرآن کریم نے شہادت دی ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو

احکام الٰہی کی قدر

نہ کرتے ہوئے شریعت کے احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے بہانوں اور عذروں کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی حکومت کے جُوئے سے نکل بھاگنا چاہتے ہیں۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو حیلے تراش کر اپنے لئے

کوئی نہ کوئی عذر

کی بات کو تاڑ لیتے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنی بد قسمتی سے شریعت کے احکام سے بچنے کے لئے بڑے بڑے حیلے تراشے ہیں۔ اور ان حیلوں پر کتابیں لکھی ہیں۔ جن کے ذریعہ انسان احکام شریعت سے بچ سکتا ہے۔ انسانی صحت کی بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو بیماری کے مشابہ ہوتی ہیں۔ مگر بیماری نہیں ہوتیں۔ ان سے انسان کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اچھی طرح کھا پی سکتا ہے چل پھر سکتا ہے۔ اس کی ساری طاقتیں کام کرتی ہیں۔ مگر اس حالت نے ایسی مزمن صورت اختیار کر لی ہوتی ہے۔ کہ بظاہر وہ بیماری نظر آتی ہے۔ لیکن

دراصل بیماری نہیں ہوتی

ایسی خرابی بیماری کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی۔ جب تک کہ وہ ایسی صورت اختیار نہ کرے۔ کہ اس کے نتیجہ میں کوئی نئی بیماری پیدا ہو۔ اور اس کی وجہ سے روزہ کا اثر انسان کی صحت پر پڑے لیکن بہت سے لوگ ہیں۔ جو صرف ایسی کیفیت اور حالت کی وجہ سے

روزوں سے بچنے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ وہ شریعت کے منشاء کو پورا کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں ایسا تندرست انسان تو ملنا قریباً ناممکن ہے۔ جسے کوئی بیماری نہ ہو۔ بعض اطباء نے لکھا ہے۔ کہ ایسا انسان جسے کوئی بیماری نہ ہو۔ وہ آخری عمر میں جذام یا جنون وغیرہ کا شکار ہونے کے خطرہ میں ہوتا ہے۔ پس اس قسم کی مزمن حالتیں جو دراصل انسانی صحت کا جزو بن گئی ہوتی ہیں۔ اور جو اکثریت کے ساتھ لگی ہوتی ہیں۔ وہ روزوں کو چھوڑنے کا بہانہ نہیں بن سکتیں۔ ہمارے ملک میں شائد غذاؤں کی صحیح طور پر نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کی

انتڑیوں میں ہلکی سی سوزش

ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک کی آبادی کا اکثر حصہ قبض کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ سب روزوں سے بچ جائیں۔ مگر یہ حالتیں بیماریاں نہیں ہیں۔ بلکہ

صحت کے مختلف مدارج

ہیں۔ بیماری وہی ہے۔ جو حاد ہو۔ اور جو نیا حملہ کرتی ہے۔ اور اسی کی بناء پر روزہ چھوڑا جا سکتا ہے۔ یا پھر وہ مزمن بیماری جس کی بناء پر ڈاکٹر اور طبیب روزہ نہ رکھنے کا مشورہ دے۔ اور روزہ رکھنے سے معذور قرار دیدے۔ ورنہ مزمن حالتیں جو عام طور پر لاحق رہتی ہیں۔ ان کی بناء پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ میری

اپنی مثال

ہی ہے میرے اندر ایک بیماری ہے۔ جو خفیف سی قبض سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی سے پھر کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں جب میں انفلوائنزا سے بیمار ہوا تھا۔ اس وقت سے یہ شکایت چلی آتی ہے۔ مگر عام صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن یہ ایسی مزمن صورت اختیار کر گئی ہے۔ کہ اگر اسے بیماری قرار دیا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ۱۹۱۸ء کے بعد سے مجھ پر کوئی روزہ فرض نہیں مگر میں اپنے نفس کو دیکھتے ہوئے یہ جانتا ہوں کہ یہ بیماری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حاد صورت نہیں۔ بلکہ جسم کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اور بیماری کے بعد جسم نے صحت کی صورت کو بدل دیا ہے۔

کئی لوگ ہیں

جن کو آٹھ آٹھ دن پاخانہ نہیں آتا۔ مگر یہ کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ ان کی انتڑیوں کا عمل ہی ایسا ہو جاتا ہے۔ کسی دوسرے کو اتنے دنوں اگر پاخانہ نہ آئے۔ تو کوئی ایسی بیماری ہو جائے۔ جوش پیدا ہو بے ہوشی کر دے بخار ہو جائے یا کوئی اور تکلیف ہو جائے۔ مگر ان کو کوئی خاص تکلیف آٹھ آٹھ دن تک پاخانہ نہ آنے سے نہیں۔ کیونکہ ان کی انتڑیوں کا عمل ہی ایسا ہو جاتا ہے۔ ان کا جسم قلت ہی ایسے رنگ میں کرتا ہے۔ اور ان کی انتڑیوں کا یہ عمل صحت کا حصہ ہو گیا ہوتا ہے۔ تو ایسی

مزمن صورتیں

جو بعض اوقات صحت کا جزو ہو چکی ہوتی ہیں اور ان کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں بعض لوگوں کی آنکھوں میں سرخی ہوتی ہے جب سے وہ پیدا ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں سرخ ہی ہوتی ہیں۔ یا کسی بیماری کے بعد یہ حالت ہو جاتی ہے۔ اب

آنکھوں کی سُرخی

عام طور پر تو بیماری ہے۔ اور آنکھیں دُکھنے کی علامت ہے مگر ایسے لوگوں کو نہ تو کوئی درد ہوتا ہے۔ نہ گھبراہٹ ہوتی ہے نہ آنکھوں میں ریڑھ آتی ہے۔ اس لئے آنکھوں کی یہ سرخی بیماری نہیں۔ اور اس کی بناء پر روزہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ کیونکہ یہ صحت کا حصہ ہے۔ دوسرے کے لئے بیماری ہے۔ مگر ایسے انسان کے لئے بیماری نہیں اس کی صحت نے عام صحت سے مختلف

شکل بدل لی

ہوتی ہے۔ جیسے کیلا عام طور پر اکیلا ہوتا ہے مگر بعض دفعہ وہ جُڑے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ وہ کیلا نہیں رہا۔ بلکہ آم ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ آم کے دو پھل اکٹھے ہوتے ہیں۔ مگر وہ ہوتے آم ہی ہیں یہ نہیں کہ وہ خربوزہ بن جاتے ہیں۔ تو انسانی صحت کی عام کیفیت اور ہوتی ہے اور خاص اثرات کی اور۔ بعض لوگوں کو نزلہ نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی ناک سے رطوبت ہر وقت بہتی رہتی ہے۔ وہ جہاں بیٹھیں گے

سڑ سڑ کرتے رہیں گے۔ وہ کسی کام میں ان کے لئے روک نہیں ہوتا۔ وہ ہر کام کرتے ہیں۔ اگر زمیندار ہیں تو ہل بھی چلائیں گے۔ یا جو کام کرتے ہیں کرتے رہیں گے۔ کھائیں گے پئیں گے۔ لیکن ہر وقت سڑ سڑ کرتے رہیں گے۔ یہ کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ بلکہ میوکس ممبرین کی عادت ہو جاتی ہے۔ کہ ہر وقت کچھ نہ کچھ رطوبت چھوڑتی رہتی ہے۔ ان کو نزلہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے نہ بخار ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے کسی قسم کا ضعف ہوتا ہے۔ مگر ان کا سڑ سڑ کرنا ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اب ایسا انسان اگر کہے کہ میں روزہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ میں بیمار ہوں۔ تو وہ گناہ کرے گا کیونکہ دراصل وہ بیمار نہیں ہے۔ صرف اس کی صحت نے بیماری کے مشابہ شکل اختیار کر لی ہے۔

پھر میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس لئے روزہ نہیں رکھتے کہ اس سے

ضعف ہو جاتا ہے

گویا وہ سمجھتے ہیں کہ روزہ ان کو موٹا تازہ کرنے کے لئے ہے۔ یہ ضعف ہو جانا کوئی بیماری نہیں۔ جس کی بناء پر روزہ چھوڑا جا سکے۔ ہاں وہ ضعف جو بغیر روزہ کے پیدا ہو وہ بیماری ہے مثلاً ۶۰-۷۰ سال کا کوئی بوڑھا ہو۔ اس کا گوشت گھلنے لگا ہو۔ ٹانگیں لڑکھڑاتی ہوں۔ کھڑے ہوتے ہوئے کانپتی ہوں۔ اور گرنے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہو۔ نظر میں فرق آ گیا ہو۔ تو اس کا ضعف البتہ بیماری ہے۔ اگر ایسے شخص کو روزہ رکھوایا جائے۔ تو اس کا ضعف بڑھے گا۔ ایسے

ضعف کو بیماری کہا جاتا ہے

اور ایسے شخص کے لئے بے شک جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ لیکن یوں تو دنیا میں کوئی انسان نہیں۔ جسے روزہ رکھنے سے ضعف نہ ہوتا ہو۔ کوئی انسان کتنا طاقتور کیوں نہ ہو۔ جب سحری کھائے گا۔ تو اس کی صحت کی حالت اور ہو گی۔ اور شام کو افطاری کے قریب اور ہو گی۔ اگر صبح وہ ۱۵ میل دوڑ سکتا ہے۔ تو شام کو اس کے دوڑنے کی طاقت اول تو ۶-۷ میل کی نہیں تو بارہ تیرہ میل کی تو ضرور ہی رہ جائے گی۔ اور روزہ سے اتنا ضعف تو ہر شخص کو ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی بناء پر روزہ چھوڑنا درست نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ

بعض اطباء اور ڈاکٹر

بھی اس بات میں مدد کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ مجھے روزہ رکھنے سے ضعف ہوتا ہے۔ تو جھٹ کہدیں گے۔ کہ پھر روزہ نہ رکھو۔ حالانکہ ان سے زیادہ کون اس سے واقف ہو سکتا ہے کہ روزہ کے نتیجہ میں ضرور کچھ نہ کچھ ضعف ہوتا ہے۔ وہ خود رکھتے ہیں۔ اور کیا وہ نہیں جانتے

کہ اس سے ضعف ہوتا ہے. کیا وہ صبح جب روزہ رکھتے ہیں تو کمزور ہوتے ہیں۔ اور شام کو پہلوان بن جاتے ہیں پس ان کو بھی احتیاط سے کام لینا چاہیئے کہ ایسے شخص کا سینہ دیکھیں۔ دل دیکھیں۔ اور اگر ان اعضاء میں کمزوری پائیں۔ تو پھر بے شک کہیں۔ کہ یہ بیماری ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو۔ تو صرف یہ کہنے سے کہ روزہ سے ضعف ہو جاتا ہے روزہ چھوڑ دینے کا مشورہ نہیں دینا چاہیئے اگر کوئی شخص ان سے پوچھے تو چاہیئے کہ اس کے جسم کا اچھی طرح معائنہ کریں۔ اور پھر رائے دیں۔ اور اگر وہ

جسم کا معائنہ

نہ کرانا چاہے تو ایسے شخص۔ سے کہدیں کہ روزہ تو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہی اس لئے ہے کہ انسان کو کچھ ضعف ہو اور انسان ضعف کا بھی کچھ مزا چکھے اس کے سوا جو ڈاکٹر یا طبیب یونہی کسی کے کہنے پر کہ مجھے روزہ سے ضعف ہوجاتا ہے۔ اسے روزہ چھوڑ دینے کا مشورہ دے دیتا ہے۔ وہ

گناہ میں شریک

ہے۔ ایک شخص اپنا ہی بوجھ نہیں اٹھا سکتا تو جو کے مشورہ سے ۲۰ آدمی روزہ چھوڑ دیں وہ ان کا بوجھ کس طرح اٹھا سکے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ جو شخص ایسی شکایت کرے۔ اسے کہیں کہ اپنے جسم کا اچھی طرح معائنہ کراؤ۔ تا میں فیصلہ کر سکوں۔ اور نہ صرف یہ کہدینے سے کہ روزہ سے ضعف ہو جاتا ہے۔ روزہ چھوڑ دینے کا مشورہ دینا گناہ ہے۔ ایسے شخص کو تو یہی کہنا چاہیئے۔ کہ روزہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہی اس لئے ہے۔ تاکہ کچھ ضعف ہو غرض بعض لوگ خدا تعالیٰ کے احکام میں

بناوٹ اور تصنع

کے ساتھ بچاؤ کی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور حیلے تراش کر ان سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے احکام انسان کے فائدہ کے لئے ہیں۔ وہ سزا یا چٹی نہیں ہوتے ہر حکم ایسا ہے۔ جیسے کوئی کسی کو

انعام

دیتا ہے۔ کیا دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی کو تحفہ دینا چاہے۔ اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کرے۔ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ انسان کو حکم دیتا ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ تو وہ اسے تحفہ دیتا ہے جب حکم دیتا ہے کہ روزہ رکھو۔ تو اس پر انعام کرتا ہے۔ جب کہتا ہے زکوٰۃ دو یا حج کرو تو انسان کو تحفہ دیتا ہے۔ اس پر کوئی بوجھ نہیں

ڈالتا۔ اور انسانوں کے تحفوں کو جب ہم خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ اور محبت بڑھانے اور تعلقات کو مضبوط کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے تحفہ کی کتنی قیمت ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں اس کی کتنی قدر کرنی چاہیئے پس یہ رمضان کے روزے

اللہ تعالیٰ کا تحفہ

ہیں۔ صبح کے وقت جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے نعمتوں کے بھرے ہوئے تھال لاکر دیتے ہیں۔ اور شام کو بھی جب ہم روزہ افطار کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے فرشتے نعمتوں کے تھال لے کر آتے ہیں اور بندے کو دیتے ہیں۔ اور جو انسان روزہ سے بچنا چاہتا ہے۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کے انعاموں سے بچتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی نعمتوں سے بچتا ہے۔ پس چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے

زیادہ سے زیادہ روزے رکھے جائیں

اور رمضان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے

اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ

جو انسان واقعی بیمار ہے

اور پھر بھی روزہ رکھتا ہے۔ اس کا روزہ روزہ نہیں۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کی ہتک کرنے والا ہے۔ جب بھی بیماری بیماری کی صورت میں آتی ہے۔ خواہ اس دن وہ بڑا اثر نہ ڈالے پھر بھی وہ بیماری ہے۔ اور روزہ نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ اگر وہ آج کوئی بڑا اثر نہیں ڈالتی۔ تو کل ضرور ڈالے گی. اور ایسے بیمار کے لئے روزہ جائز نہیں۔ جس طرح بعض شکلیں صحت کی ایسی ہوتی ہیں۔ جو بیماری سے مشابہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض شکلیں بیماری کی ایسی ہوتی ہیں جو

صحت کے مشابہ

ہوتی ہیں۔ مثلاً نزلہ ہوتا ہے۔ انسان کہتا ہے کہ مجھے کوئی پتہ نہیں۔ کہ مجھے کوئی تکلیف ہے لیکن درحقیقت نزلہ اگر واقعی نزلہ ہے۔ یہ نہیں کہ یونہی ذرا سی رطوبت خارج ہوتی ہے وہ بیماری ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ نزلہ کی ابتدائی صورت میں فاقہ سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن فاقہ بھی ایک حد تک مفید ہوتا ہے۔ اگر فاقہ کو لمبا کر دیا جائے۔ تو یہی نزلہ سل اور دق کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

پس بیمار انسان اگر کہتا ہے۔ کہ میں کافی طاقتور ہوں۔ روزہ رکھ سکتا ہوں۔ اور رکھتا ہے۔ تو بڑا کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص

سفر کرتا اور روزہ رکھتا

ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعام کو رد کرتا ہے

سفر سے متعلق میرا عقیدہ

اور خیال یہی ہے۔ ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو۔ کہ جو سفر سحری کے بعد سے شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد سے شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ وہ

روزہ میں سفر

ہے۔ سفر میں روزہ نہیں۔ جیسے مثلاً ظہر کی نماز کا وقت ½ ۱۲ سے ½ ۳ تک ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک بجے سفر شروع کرے اور تین بجے ختم کر دے۔ آجکل موٹروں وغیرہ کی سہولت کے باعث اتنے وقت میں کافی سفر ہو سکتا ہے۔ انسان بٹالے جاکر واپس آسکتا ہے۔ بلکہ اگر پختہ سڑک ہو تو امرتسر بھی جاکر واپس آسکتا ہے۔ اور

تیس چالیس میل کا سفر

کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ایسے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔ تو ہم کہیں گے کہ اس نے شریعت کے منشاء کو پورا نہیں کیا۔ کیوں اس نے نماز سفر شروع کرنے سے پہلے یا ختم کرنے کے بعد نہیں پڑھی۔ یہ

نماز کے وقت میں سفر

ہے۔ سفر میں نماز نہیں۔ ہاں اگر کوئی بارہ بجے شروع کرتا۔ اور مثلاً چار بجے ختم کرتا ہے۔ تو اس کا سفر نماز کے وقت سے آگے نکل گیا۔ اس لئے اُسے آدھی نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اور وہ اگر پوری پڑھتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔

پس جو سفر صبح سے شروع ہو کر شام تک ختم ہو جائے۔ وہ روزہ کے لئے سفر نہیں۔ نماز کے لئے ہے۔ وہ ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھے گا قصر کر کے۔ مگر روزہ رکھے گا۔

میرا اپنا عمل

یہی ہے۔ میں ایک دفعہ رمضان میں روزہ رکھ کر دریا پر گیا۔ ہم لوگ صبح گئے اور شام کو آگئے۔ راستہ میں بعض ایسے واقعات ہوئے۔ کہ مجھے ڈر تھا۔ کہ شاید شام تک واپس نہ پہنچ سکیں۔ لیکن میں نے بہت جلدی کی۔ اور گھوڑا دوڑاتا آیا۔ اور ایسے دوڑاتے دوڑاتے شام سے قبل قادیان کی زمین میں سے آیا۔ میر صاحب میرے ساتھی تھے کہ

کیا بات ہے۔ اتنی جلدی کیوں کر رہے ہیں۔ مگر میں چاہتا تھا۔ کہ سفر روزہ کے اندر ہی ختم ہو جائے۔ تو شریعت نے جو سہولتیں دی ہیں۔ ان سے نہ اٹھانا بھی ناجائز ہے۔

جو بیمار روزہ رکھتا ہے

وہ گنہگار ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کرنے والا ہے۔ اسی طرح

جو سفر میں روزہ رکھتا ہے۔

وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ اور روزہ تو اس کا بالکل نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا۔ کہ اگر کوئی سفر میں روزہ رکھ لے۔ تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ مسافر کا روزہ بہرحال روزہ نہیں شمار ہوگا۔ نفلی روزہ تو بے شک بن جائے گا۔ مگر فرضی نہیں۔ فرضی پھر رکھنے ہونگے میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ سفر میں روزہ رکھ لیتے ہیں۔ اور پوچھا جائے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ پھر رکھنا مشکل ہوتا ہے۔

اس لئے ابھی رکھ لیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مشکل کام ہی اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہی اس لئے تھا۔ کہ وہ چاہتا تھا۔ کہ مشکل کام کرائے۔ اس لئے اگر وہ مشکل ہے۔ تو وہی کرو۔

اس کے علاوہ

بعض اور باتیں

بھی ہیں۔ جو ان دنوں میں مدنظر رکھنی چاہئیں۔ مثلاً دوکانداران ایام میں ایسے طریق پر کام کریں کہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہو۔ ایک دوکان میں کوئی بیمار یا مسافر بیٹھ کر کھا رہا ہوتا ہے۔ اور دشمن پاس سے گزرتا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ احمدی روزے نہیں رکھتے۔

ہر دوکاندار بھی واعظ ہے

اس کا صرف یہی فرض نہیں۔ کہ کوئی ایک آنہ کا دودھ لینے آئے۔ تو دے دے۔ بلکہ یہ بھی ہے۔ کہ اسے نصیحت کرے۔ اور کہے کہ آپ احمدی ہیں مسلمان ہیں۔ آپ کو روزہ رکھنا چاہیئے. روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کی روزی حلال کی روزی ہوگی۔ ورنہ اگر وہ تبلیغ نہیں کرتا۔ اور تبلیغ کے فرض کو بھول جاتا ہے۔ تو وہ خود بھی حرام کھاتا ہے۔ اور بیوی بچوں کو بھی حرام کھلاتا ہے۔ اور ایسے بچے جو حرام کے مال سے پلے ہوئے ہوں۔ اور جن کے خون کا ہر قطرہ حرام کا بنا ہوا ہو۔ نیک اور دیندار نہیں ہو سکتے۔

پس اگر ایک شخص تندرست ہے۔ اور مسافر بھی نہیں۔ اس کے پاس سودا لینے آتا ہے۔ تو دوکاندار کا فرض ہے۔ کہ اسے نصیحت کرے۔ لیکن اگر کوئی

بیمار یا مسافر

آئے۔ تو اسے بھی کہے۔ کہ آپ اندر کونے میں آجائیں۔ اور وہاں بیٹھ کر کھائیں۔ تا دوسروں کو ٹھوکر نہ لگے۔ ہاں ایسی بات کو حد تک پہنچانا بھی گناہ ہے۔ کیونکہ وہ منافقت بن جاتی ہے۔ جس طرح بازار میں کھڑے ہو کر کھانا بھی غلطی ہے۔ اسی طرح اگر انسان بیمار ہو اور اس وجہ سے روزہ نہ رکھے۔ لیکن دوسروں پر ظاہر اس طرح کرے۔ کہ گویا اس نے روزہ رکھا ہؤا ہے۔ تو یہ بھی گناہ ہے۔

مجھے یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی سے تشریف لا رہے تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ امرتسر میں آپ کا لیکچر مقرر ہو چکا تھا۔ آپ لیکچر دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو مفتی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم نے اس خیال سے کہ گلے کو تکلیف نہ ہو۔ آپ کے لئے چائے کی پیالی تیار کر کے پیش کی۔ میں بھی اس وقت پاس ہی بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارہ سے پیچھے ہٹا دیا۔ اور چائے پیش کرنے سے روکا تھوڑی دیر بعد مفتی صاحب نے پھر چائے پیش کرنی چاہی۔ مگر آپ نے پھر روکا۔ گویا دو بار آپ نے یہ اشارہ فرمایا۔ کہ خواہ مخواہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بننا چاہیئے۔ مگر مفتی صاحب نے نہ سمجھا۔ اور پھر چائے پیش کر دی اب گویا شکل یہ بن گئی تھی۔ کہ نہ پینا مسئلہ کو چھپانا ہو جاتا۔ اس لئے آپ نے پیالی ہاتھ میں لے کر منہ سے لگا لی۔ ادھر آپ نے پیالی منہ سے لگائی۔ ادھر لوگوں نے اینٹیں۔ پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ اور گالیاں دینے لگے۔ اور ایسی شورش ہوئی۔ کہ پولیس آپ کو گاڑی میں سوار کر کے قیامگاہ پر پہنچانے پر مجبور ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انکار پر زیادہ اصرار کرنا بھی نامناسب تھا۔ لیکن بہتر یہی ہے۔ کہ جہاں تک دوسرے کو ٹھوکر سے بچایا جا سکے بچایا جائے مگر یہ بھی درست نہیں۔ کہ روزہ نہ ہو۔ اور ظاہر اس طرح کیا جائے کہ لوگ سمجھیں کہ روزہ ہے جہاں یہ منع ہے کہ رمضان کے دنوں میں بازار میں کھایا جائے۔ وہاں روزہ نہ ہونے کی صورت میں ظاہر یہ کرنا کہ روزہ ہے۔ منافقت بن جاتی ہے۔

پس ہمارے دوکانداروں کو

عمد ہونا چاہیئے۔ نظام جماعت کے قیام اور اسلام کی تعلیم کو پھیلانے میں اگر ایک شخص ہٹا کٹا اور تندرست ہے۔ تو جب وہ سودا لینے آئے۔ تو اُسے روکیں۔ کہ نہیں روزہ رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ اس طرح ہماری بکری پر اثر پڑے گا۔ اور ہم کنگال ہو جائیں گے۔ جو انسان خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ کنگال نہیں ہوتا۔ یہ اپنی بے ایمانی ہوتی ہے۔ جو انسان کو کنگال بناتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر

یقین اور توکل

رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے غیب سے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا انسان دنیا میں ذلیل کبھی نہیں ہوتا۔ فاقے اسے بے شک آئیں۔ مگر وہ ذلیل نہیں ہو سکتا یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ فاقہ موجب ذلت نہیں۔ بلکہ ذلت خالی روٹی کھانے میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی فاقے آتے تھے۔ مگر آپؐ کے مقابلہ میں ان لوگوں کی کیا عزت ہے۔ جن کے دسترخوانوں پر چالیس چالیس کھانے ہوتے ہیں۔ آپ کے سامنے رکھی ہوئی کھجوریں کہیں زیادہ قیمتی ہیں بہ نسبت ان بھُنے ہوئے دُنبوں کے جو دوسروں کے دسترخوان پر ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ

مومن کے لئے غیب سے سامان

کرتا ہے۔ اور ایسے سامان کرتا ہے۔ کہ کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتے۔ دشمن بسا اوقات حیران رہ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ خبر نہیں اسے کہیں سے خزانہ مل گیا۔ یا اس نے کہیں چوری کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے غیب سے دیتا ہے۔ اور اس طرح دیتا ہے۔ کہ اس کے اپنے وہم میں بھی نہیں ہوتا۔ خود میری اپنی زندگی میں

پانچ سات مواقع

ایسے آچکے ہیں۔ کہ جب مجھ پر اتنا قرضہ ہو گیا کہ میں نے سمجھا۔ اب تو میں اپنی زندگی میں اسے نہ اتار سکوں گا۔ مگر جس وقت یہ خیال کیا۔ خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ وہ اُتر گیا۔ کچھ مدت بعد پھر قرض ہو گیا۔ اور میں نے اپنے نفس سے کہا۔ کہ پہلے تو قرضہ اتر گیا تھا۔ مگر اب ایسے پھنسے ہو۔ کہ اب نہ اتار سکو گے۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے۔ کہ وہ اُتر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ کہ بسا اوقات اس میں

انسان کی عقل و سمجھ

کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک غلطی کرتا ہے۔ اس سے کوئی بے وقوفی سرزد ہو جاتی ہے۔ مگر اس کا

نتیجہ اعلیٰ درجہ کا

پیدا ہو جاتا ہے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ اگر کسی کو روزہ رکھنے کی نصیحت کرو گے۔ تو گاہک ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اگر دس بیس یا پچاس روپیہ کا گاہک ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ تو غیر محدود خزانوں والا

خدا تمہارا گاہک بن جائے گا

یہ صرف ایمان کی بات ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق آتا ہے کہ وہ کسی کے مقروض تھے۔ قرضخواہ تقاضا کرنے آیا۔ اور کہا کہ آپ نے مجھ سے فلاں رقم قرض لی ہوئی ہے۔ وہ اب ادا کر دو۔ اس نے مطالبہ میں سختی کی۔ اور گالی گلوچ پر اُتر آیا۔ وہ خاموش بیٹھے رہے۔ اور کہتے رہے۔ کہ اچھا اللہ تعالیٰ ابھی کوئی انتظام کر دے گا۔ اتنے میں ایک لڑکا حلوا بیچتا ہؤا ادھر آ نکلا۔ انہوں نے اس سے حلوا لے لیا۔ اس قرضخواہ کو بھی کھلایا۔ کہ تا وہ ذرا ٹھنڈا ہو۔ اپنے ساتھیوں کو بھی کھلایا۔ اور اس حلوا فروخت کرنے والے لڑکے کو بھی کھلایا۔ مگر جب لڑکے نے قیمت مانگی۔ جو آٹھ آنہ کے قریب تھی۔ تو اسے کہا۔ کہ ابھی تو نہیں ہیں۔ ٹھہرو

اللہ تعالیٰ تجھے دے گا

وہ لڑکا رونے لگا۔ اور قرضخواہ نے اور بھی بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور کہا۔ کہ میرے پیسے تو دبائے ہی تھے۔ اس غریب کے بھی دبا لئے۔ وہ لڑکا روتے اور بزرگ کہیں کہ میاں ٹھہرو اللہ تعالیٰ سامان کر دے گا۔ یہ سنکر اُسے اور بھی یقین ہوتا جائے۔ کہ اب پیسے نہیں ملیں گے۔ اور وہ اور رونے لگے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور اس نے اس بزرگ کو ایک پڑیا دی۔ کہ فلاں شخص نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ نے اسے کھولا۔ تو اُس میں اتنے روپے تھے۔ جتنے کا وہ قرضخواہ تقاضا کر رہا تھا۔ حلوے کی قیمت نہ تھی۔ اس بزرگ نے اس شخص سے کہا۔ کہ میاں تمہیں غلطی لگی ہے۔ یہ ہمارے لئے نہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں واقعی غلطی ہوئی۔ ایک پڑیا کسی دوسرے کے لئے اس نے دی تھی۔ میں نے غلطی سے آپ کی پڑیا اس کے لئے رکھ لی۔ اور اس کی آپ کو دے دی۔ چنانچہ اس نے دوسری پڑیا دی۔ اور اسے کھولا۔ تو اس میں حلوے کی قیمت بھی موجود پائی۔ تو

جب انسان توکل کرتا ہے

تو اللہ تعالیٰ خود اس کے لئے غیب سے سامان کر دیتا ہے۔ اپنی ایمانی کمی کے نتیجہ میں تکلیف ہوتی ہے۔ جو لوگ گھبرا کر بندوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ وہ خود اپنے لئے مصائب پیدا کرتے ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے

ایک بزرگ کا واقعہ

کئی دفعہ سنا ہے۔ جو دنیا سے علیحدہ ہو کر جنگل میں چلے گئے۔ اور فیصلہ کیا کہ اب ہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اور بندوں سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے۔ وہ جنگل میں رہنے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر روز کسی نہ کسی کے دل میں تحریک کر دیتا۔ اور وہ انہیں کھانا پہنچا دیتا۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں خیال آیا کہ میرا توکل کامل ہو گیا ہے۔ حالانکہ ابھی نہ ہؤا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی کمزوری کو واضح کرنا چاہا۔ اور ایک دن کسی کے دل میں بھی انہیں کھانا پہنچانے کی تحریک نہ کی۔ انہوں نے صبر سے کام لیا۔ دوسرے دن پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کو تحریک نہ کی۔ اور انہوں نے پھر صبر سے کام لیا۔ مگر تیسرے دن پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کو تحریک نہ کی۔ یہ دیکھ کر انہوں نے دل میں کہا۔ یہ تو

ناقابلِ برداشت

ہے۔ اور اتنے دن فاقہ سے نہیں رہا جا سکتا چنانچہ وہ گاؤں کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہونچ کر اپنے کسی واقف یا دوست سے کہا۔ کہ اس طرح میں تین روز سے بھوکا ہوں تمہارے پاس اگر زائد کھانا ہو۔ تو مجھے کچھ دے دو۔ اس نے تین روٹیاں اور کچھ سالن دیا۔ جسے لے کر وہ جنگل کی طرف چل پڑے۔ جس شخص نے ان کو روٹیاں دیں۔ اس کا ایک کتا تھا۔ جب یہ روٹی لے کر چلے۔ تو وہ بھی پیچھے ہو لیا۔ جب وہ کچھ دور تک ساتھ گیا۔ تو اس بزرگ کو خیال آیا۔ کہ واقعی اس کا بھی حصہ ہے۔ اور ایک روٹی اور تیسرا حصہ سالن کا اس کے آگے ڈال دیا۔ اور خود آگے چل پڑے۔ کتے نے وہ جلدی جلدی کھا لیا۔ اور پھر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اس بزرگ نے کہا کہ اس کا حق زیادہ ہے۔ یہ ہر وقت اپنے مالک کے دروازہ پر پڑا رہتا ہے۔ اور میں تو صرف دوستانہ حق کی وجہ سے مانگنے کے لئے آگیا تھا۔ اور ایک اور روٹی اور آدھا سالن اسے ڈال دیا۔ جو اس نے کھا لیا۔ اور پھر پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اور ساتھ ساتھ بھونکتا بھی جائے۔ اس پر بزرگ نے کتے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو بڑا بے حیا ہے۔ میں نے دو

روٹیاں اور دو حصہ سالن مجھے دے دیا۔ مگر تو پھر بھی نہیں چھوڑتا۔ اس پر ان پر فوراً کشف کی حالت طاری ہو گئی۔ اور کتے نے ان سے باتیں شروع کر دیں (کشف کی حالت میں کتے بھی انسان سے باتیں کر سکتے ہیں بلکہ ہر چیز کر سکتی ہے) اس کتے نے کشفی حالت میں اس بزرگ سے کہا کہ بے حیا میں ہوں یا آپ۔ مجھے اپنے مالک کے دروازہ پر سات سات دن کے فاقے آئے ہیں۔ مگر میں نے کبھی اس کے دروازہ کو نہیں چھوڑا۔ حالانکہ مجھے وہاں سے روٹی ملتی بھی ہے تو بہت کم اور بچی کچی۔ مگر تمہیں تمہارا خدا روزانہ اچھے اچھے کھانے بھجواتا رہا ہے۔ اور صرف تین روز فاقے آئے اور تم بھاگ گئے بندوں کی طرف۔ یہ سن کر انہیں بہت ندامت ہوئی۔ اور تیسری روٹی اور سالن بھی کتے کے آگے ڈال کر استغفار کرتے ہوئے اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا۔ کہ کئی لوگ وہاں کھانا لئے بیٹھے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی وہ لوگ تین روز تک کھانا نہ لا سکنے کے لئے معذرتیں کرنے لگے۔ کوئی کہتا کہ میرا بچہ بیمار ہو گیا تھا۔ اس لئے نہ آسکا۔ کسی نے کوئی عذر پیش کیا۔ اور کسی نے کوئی۔ تو جن کو

اللہ تعالیٰ پر صحیح توکل

ہو۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ خود بخود بندوں کے دلوں میں تحریک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس بارہ میں دو قانون ہیں۔ ایک عام اور ایک خاص

قانون عام

کے طور پر تو اس نے قرآن کریم میں تحریک کر دی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں۔ جو سوال کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن دوسرے مومنوں کو چاہئیے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ ان کی زبان پر اگر

توکل کا قفل

لگا ہوتا ہے۔ تو کیا تمہاری آنکھیں بھی نہیں ہیں۔ کہ تم دیکھ سکو۔ یہ تحریک عام ہے۔ ادھر توکل کی وجہ سے ایک مومن کی زبان بند ہوتی ہے۔ تو دوسروں کو حکم دیا ہے کہ آنکھیں کھولو۔ اور ان کا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ یہ بندے بھوکے رہیں

حضرت ابو ہریرہ رض

بھی انہیں میں سے تھے۔ وہ مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے تھے۔ اس خیال سے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو بات کریں۔ وہ سن سکیں۔ اور کوئی بات رہ نہ جائے۔ وہ چونکہ بعد میں ایمان لائے تھے۔ اس لئے چاہتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سے زیادہ باتیں سن سکیں۔ اور اس وجہ سے کئی کئی وقت کا فاقہ ان پر آ جاتا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ کئی روز کا فاقہ تھا۔ اور کہیں سے کچھ نہ مل سکا۔ میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ کہ شاید کسی کو میری حالت دیکھ کر کچھ دینے کا خیال آ جائے اور جب دیکھوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہیں۔ تو فوراً سامنے بھی ہو سکوں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں وہاں کھڑا رہا۔ اتنے میں

حضرت ابو بکر رض

گزرے۔ اور میں نے ان سے ایک آیت کی تفسیر پوچھی۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی خدمت کرنی چاہئیے۔ حضرت ابو بکر رض نے اس کی تفسیر بیان کی۔ اور آگے چل دیئے حضرت ابو ہریرہ رض بڑے ناز سے کہتے ہیں کہ اونہہ گویا ابو بکر مجھ سے زیادہ جانتے تھے اس کے بعد

حضرت عمر رض

گزرے۔ ان سے بھی میں نے وہی سوال کیا اور وہ بھی اس آیت کی تفسیر بیان کر کے آگے چلے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ پھر بڑے ناز سے کہتے ہیں۔ کہ اونہہ گویا عمر رض نے سمجھا کہ اسے مجھ سے زیادہ معنے آتے ہیں میں میں

بھوک کی شدت سے بے چین

ہو رہا تھا۔ مگر کسی سے مانگنا نہ چاہتا تھا۔ کہ اتنے میں ایک نہایت شیریں اور پیار سے بھری ہوئی آواز آئی جو کہہ رہی تھی۔ کہ ابو ہریرہ تم بھوکے ہو۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دروازہ کے آگے کھڑے تھے۔ اور مسکرا رہے تھے۔ ابو بکر رض اور عمر رض سے آپ نے آیت کی تفسیر پوچھی اور وہ اصل بات نہ سمجھ سکے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کان میں گھر کے اندر آواز پڑی۔ اور آپ نے پہچان لیا۔ کہ ابو ہریرہ بھوکا ہے۔ وہ متوکل ہونے کی وجہ سے کسی سے مانگنا نہیں چاہتا۔ آپ نے ابو ہریرہ سے کہا

ابو ہریرہ ادھر آؤ!

ہم بھی بھوکے ہیں۔ مگر ایک دوست نے

دودھ کا ایک پیالہ

بطور تحفہ بھیجا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ یہ سن کر میری جان میں جان آئی۔ کہ یہ دودھ مجھے مل جائے گا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کہ ابو ہریرہ جاؤ مسجد میں کوئی اور بھی بھوکا ہو۔ تو اُسے بلاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ میں گیا۔ تو اصحاب صفہ میں سے سات اور تھے۔ یہ دیکھ کر میرا دل تو گھٹنے لگا۔ میں نے سوچا کہ میں اتنے دنوں سے بھوکا ہوں۔ ایک پیالہ دودھ کا ہے۔ اور سات اور پینے والے موجود ہیں۔ میرے حصہ میں کیا آئے گا۔ وہ جب ان کو لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان

سات میں سے ایک کو

پہلے وہ پیالہ دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ یہ دیکھ کر مجھے اور بھی فکر ہوا۔ اس شخص نے وہ پیالہ لیا۔ اور خوب سیر ہو کر پیا۔ اور پھر پیالہ رکھ دیا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ اور پیو۔ اس نے اور پیا۔ اور جب ختم کر چکا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اور پیو۔ آپ جوں جوں اور پینے پر اصرار کرتے۔ میرا دل گھٹتا جاتا۔ کہ میرے لئے کچھ نہ بچے گا۔ اس کے بعد آپ نے دوسرے کو وہ پیالہ دیا۔ اور پھر تیسرے کو۔ حتیٰ کہ ان ساتوں نے وہ دودھ پیا۔ اور

ان میں ہر ایک کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار کے ساتھ کہہ کہہ کر خوب پلایا۔ اور آخر میں وہ پیالہ مجھے دیا۔ اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ پیالہ اسی طرح بھرا ہوا تھا۔ جب میں نے پی کر چھوڑا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابو ہریرہ اور پیو۔ چنانچہ میں نے اور پیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اور پیو۔ اس پر میں نے پھر اور پیا۔ پھر آپ نے فرمایا اور پیو۔ اس پر میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی جان کی قسم اب تو میری

انگلیوں میں سے دودھ

باہر نکلنے لگا ہے۔ اس پر آپ نے وہ پیالہ مجھ سے لیا۔ اور خود پینے لگے۔ یہ متوکل لوگ تھے۔ ان کی روزی کا کوئی سامان نہ تھا مگر خدا ان کے لئے خود سامان کرتا تھا۔ لیکن اگر وہ بھوک کی حالت میں مر بھی جاتے۔ تو بھی بڑے بڑے بادشاہوں کی نسبت ان کا مرتبہ بلند ہوتا۔ تو لوگ توکل کی قدر کو نہیں جانتے۔ اور مانگتے چلے جاتے ہیں۔ اور وہ حالت پیدا نہیں ہونے دیتے۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ان کے لئے تحریک کرے

خدا تعالیٰ کے نبی

غریب ہوتے ہیں۔ مگر وہ مانگتے کسی سے نہیں۔ خدا تعالیٰ خود ان کے لئے لوگوں کے دلوں میں تحریک کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ

ینصرک رجال نوحی الیھم

کہ ایسے لوگ آپ کی مدد کریں گے۔ جن کو ہم وحی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں وحی کرتا تھا۔ اور وہ آپ کے پاس آتے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال کے قریب تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ میں رہتے تھے۔

ایک دن

آپ نے ام المومنین کو بلایا۔ اور فرمایا۔ زلزلہ اور طاعون وغیرہ کی وجہ سے آجکل مہمان یہاں بہت آتے ہیں۔ اور خرچ بہت ہو رہا ہے۔ اور اب پیسے نہیں رہے۔ اس لئے میری تجویز ہے۔ کہ اب کچھ قرض لے لیا جائے۔ اس کے بعد آپ نماز کے لئے تشریف لائے۔ باغ میں جو چھوٹا سا چبوترہ بنا ہے۔ اس کے پاس نماز ہوتی تھی۔ وہاں آپ نماز میں شامل ہوئے۔ اور جب واپس گھر گئے۔ تو تھوڑی دیر کے بعد اپنے کمرہ کے اندر سے مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ نماز سے پہلے میں قرض لینے کی تجویز کر رہا تھا۔ مگر نماز کے وقت ایک ایسے شخص نے جس کے کپڑے بہت میلے کچیلے تھے۔ اور جس کے کپڑے پورے بھی نہ تھے۔ اس نے مجھے ایک پوٹلی دی۔ جس کے وزن سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ پیسے ہیں۔ مگر اب جو آکے دیکھا تو

دو سو سے اوپر رقم

اس پوٹلی میں سے نکلی ہے۔ تو معلوم نہیں وہ دینے والا کون تھا۔ مگر وہ وہی تھا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ معلوم نہیں۔ اس نے کن مصیبتوں سے یہ روپیہ جمع کیا ہوگا۔ شاید اس نے مکان بنانے کے لئے جمع کیا ہو۔ یا کسی بچے کی شادی کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہیں

ایک بہت ہی نفع مند سودا

بتاتے ہیں۔ جاؤ اور خدا تعالیٰ کے مسیح کو یہ روپیہ دے آؤ۔ چنانچہ وہ دے گیا۔ یہ وحی الٰہی ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کے لئے خود دوسروں کو تحریکیں کرتا ہے۔ پس یہ مت سمجھو کہ ہمارا رزق ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔

اگر توکل سے کام لو

تو اللہ تعالیٰ ضرور کشائش کر دے گا۔ اگر رزق اپنے ہاتھ میں رکھو گے۔ تو اتنا ہی پیدا کر سکو گے۔ جتنا انسانی ہاتھ کر سکتے ہیں۔ اور پھر اپنی زندگی تنگ ہی کر سکو گے۔ مگر جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان

کے لئے بہت زیادہ سامان کر دیتا ہے۔

حضرت داؤدؑ نے فرمایا ہے

کہ خدا کی قسم میں نے خدا تعالیٰ کے کسی نیک بندے کی سات پشتوں تک کسی کو فاقہ سے مرتے نہیں دیکھا

پس ہمارے تاجر یہ مت خیال کریں۔ کہ اعلیٰ نصیحت کرنے سے ان کی تجارتوں کو نقصان پہنچے گا۔ تجارت بہت اعلیٰ چیز ہے۔ مگر یہ ایمان کے نقصان کا موجب ہو جایا کرتی ہے۔ صحابہؓ میں بڑے بڑے تاجر تھے۔ مگر وہ دینی خدمات میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ

ہماری جماعت کے تاجر

زیادہ اچھے نہیں۔ زمینداروں اور ملازموں کی نسبت اُن کی قربانیاں بہت کم ہوتی ہیں لیکن سب ہی ایسے نہیں۔ بعض تاجروں میں ایسے بھی ہیں۔ کہ جو قربانی میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں۔ مثلاً

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

ہیں۔ وہ دین کی راہ میں اپنے مال کی کوئی قیمت ہی نہیں سمجھتے۔ اور دین کی راہ میں ایسا بیدریغ خرچ کرتے ہیں۔ کہ کئی دفعہ مجھے ڈر پیدا ہوا ہے کہ کہیں وہ اپنا کاروبار تباہ نہ کر لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ بھی خود اُن کے لئے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح

سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب

تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس قدر مالی خدمت کی۔ کہ اپنی تجارت کو بھی تباہ کر لیا۔ اور آخر میں ان کی مالی حالت بہت ہی کمزور ہو گئی۔ اس وقت اُن کے بعض دوست اُن کی مدد کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام

ایک غیر احمدی کا منی آرڈر

آیا۔ جس نے لکھا تھا۔ کہ سیٹھ عبدالرحمٰن میرے بڑے دوست ہیں۔ مجھے اُن پر بہت حسن ظنی ہے۔ اور ان کو بزرگ سمجھتا ہوں۔ اور ان کا معتقد ہوں۔ ایک روز میں نے اُن کو بہت افسردہ دیکھا۔ اور اس کی وجہ دریافت کی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ جب میرے پاس روپیہ تھا۔ تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدمت دین کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ مگر اب نہیں بھیج سکتا۔ اُن کی اس بات کا میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔ اور میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کو دو سو روپیہ ماہوار بھیجا کروں گا چنانچہ اس غیر احمدی نے آپ کو روپیہ بھیجنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ سیٹھ صاحب کی طرف سے ایک منی آرڈر آیا۔ جو شاید تین یا چار سو کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ منی آرڈر سیٹھ صاحب کا ہے ان کی مالی حالت تو بڑی خطرناک ہے بعد میں اُن کا خط آیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ مجھ پر کچھ قرض ہو گیا تھا جسے اتارنے کے لئے میں نے کسی دوست سے کچھ روپیہ لیا۔ پھر مجھے خیال آیا۔ کہ کچھ آپ کو بھی بھیج دوں چنانچہ کچھ تو قرض اتار دیا۔ اور کچھ آپ کو بھیج رہا ہوں۔ (مجھے یاد نہیں کہ یہ رقم تین سو تھی یا چار سو) پس میں اپنی جماعت کے تاجروں سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اباء کے نام پر بٹہ نہ لگائیں۔ عام طور پر ہمارے تاجر اتنی قربانیاں نہیں کرتے جتنی زمیندار اور ملازم وغیرہ کرتے ہیں بلکہ بعض صورتوں میں تو وہ دس دس پندرہ پندرہ روپیہ ماہوار ملازموں کے برابر بھی نہیں کرتے۔ بہر حال ان کے حقوق ہی نہیں۔ ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ انہیں ادا کریں اور اُن کا فرض ہے۔ کہ اوروں کی طرح وہ بھی اس تحریک کا خاص طور پر احترام کریں۔ تاکہ یہ ان کے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی اچھا گذرے۔

(الفضل ۲۵/۹)

اخبار عالم احمدیت

—— مغربی افریقہ۔ الحاج مولوی نذیر احمد صاحب بشر سیالکوٹی فاضل امیر و مبلغ انچارج نے پندرہ سال سے زیادہ عرصہ تک گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) میں تبلیغی مساعی سر انجام دی ہیں۔ واپسی پر آپ کے اعزاز میں لیگوس میں ایک پارٹی دی گئی۔ اس موقعہ پر آپ نے گولڈ کوسٹ کی تاریخ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ مرحوم (صحابی) کے نیک اثر۔ الحاج مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم (حال ربوہ) اور الحاج مولوی نذیر احمد صاحب علی کی پُر مشقت مساعی کا ذکر کیا۔ کہ یہ تمام مساعی موجودہ ترقی کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتی تھیں۔ آپ نے بتایا کہ ۱۹۳۶ء سے جبکہ میں نے کام سنبھالا ایک ہزار پونڈ سالانہ سے بجٹ ترقی کر کے سولہ ہزار پونڈ سالانہ تک پہنچ چکا ہے۔ گولڈ کوسٹ کے علاقہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بابہ مدارس جاری ہیں۔ اور مبلغ ڈیڑھ سو سے کم نہیں۔

—— لیگوس (مغربی افریقہ) سے جماعت احمدیہ کا ایک ہفتہ وار انگریزی باتصویر اخبار بنام THE TRUTH (صداقت) تیسرے سال سے شائع ہو رہا ہے۔ جس کے ایڈیٹر نسیم سیفی صاحب بی۔ اے ہیں۔ یہ اخبار مروجہ اخباری اوصاف کا بھی حامل ہے۔ یعنی اس میں ضروری خبریں بھی ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں مغربی افریقہ کی تبلیغی مساعی۔ اسلامی مضامین اور مذہبی سوالات کے جواب بھی اس میں شائع ہوتے ہیں اور تبلیغ کا ایک نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ اس حبشیوں کے پسماندہ علاقہ میں یہ اولین اسلامی اخبار ہے۔

قادیان میں جلسہ یوم پیشوایان مذاہب

قادیان ۲۰ راپریل۔ محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ کی زیر صدارت (قدیم زنانہ) جلسگاہ میں پانچ بجے شام سے آٹھ بجے تک یوم پیشوایان مذاہب کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں حضرت نبی کریم صلعم۔ حضرت مسیح موعود۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت کرشن۔ حضرت رامچندر۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ پر معزز ہندو سکھ عیسائی اور احمدی احباب نے تقاریر کیں۔ پٹھانکوٹ کے دو ہندو دوست جن میں سے ایک اخبار "شدھ کانگرس" کے ایڈیٹر ہیں اور دھاریوال اور بٹالہ سے چار عیسائی دوست جن میں سے دو پادری صاحبان اور ایک پروفیسر صاحب ہیں صرف اس تقریب سعید کی خاطر تشریف لائے اس اجلاس میں مصروفیات موانع کے باعث ذیل کے احباب شامل نہ ہو سکے۔ انہوں نے اظہار معذرت کرتے ہوئے اس جلسہ کے لئے پیغامات بھجوائے۔ اور اس کی کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

(۱) جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب چوہدری منسٹر پنجاب۔

(۲) مسٹر رے۔ ایل۔ فلیچر کمشنر جالندھر (جالندھر ڈویژن)۔

(۳) مسٹر موہن لال ایڈووکیٹ بٹالہ (ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب)

(۴) چوہدری بشیر الدین ہیڈ ماسٹر دھاریوال (ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب)

مفصل کوائف پھر درج کئے جائیں گے۔

صفحہ ۱ سے آگے

اسمبلی چیمبر　　میرے پیارے ناظر
شملہ ۸ مئی ۱۹۵۲ء　　میرے پنجاب لیجسلیٹو

اسمبلی کے سپیکر منتخب ہونے پر آپ کی طرف سے مبارکبادی کے تار بھجوانے کے لئے آپ کا اور جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں۔ آپ کے نیک جذبات کا بے حد شکریہ کے ساتھ معترف ہوں میں ہمیشہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ اور اگر آپ کے اور احمدیہ جماعت کے کسی کام آ سکوں تو اسے میں اپنے لئے باعث فخر خیال کروں گا

نیک جذبات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ستیہ پال

نوٹ:—
میرے دل میں آپ کی جماعت کا بے حد احترام ہے۔ اور مقدور بھر کوشش کروں گا کہ آپ کے کسی کام آ سکوں۔

خدا کے سب سے بڑے دشمن روس منحوس کی تباہی کے لئے انبیاء کی پیشگوئیاں

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل

اس کائنات عالم اور اس کے نظام کا ایک خالق و مالک ہے۔ جو بالا رادہ ہستی ہے۔ اور وہ اللہ ہے۔ اس نے اپنی منشاء خاص کے ماتحت اس عالم موجودات کو پیدا کر کے اس کے اندر بنی نوع انسان کو پیدا کیا۔ اور اسے ایسی عقل دی۔ کہ جس کے ذریعہ سے وہ اس کی مرضی کو سمجھ سکتا اور اس کے مطابق چل سکتا۔ اس کی رہنمائی کے لئے اس نے انبیاء بھیجے۔ شریعتیں نازل کیں۔ اور اس کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسے خود مختار اور آزاد چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اپنے ارادہ اور مرضی سے جس طرح چاہے اس قانون کے اندر رہتے ہوئے کام کرے۔ اور اس نظام عالم اور کائنات سے فائدہ اٹھا کر اس کا شکر بجا لائے۔ اس کے پیدا کرنے کی غرض ہے۔ کہ وہ جہاں خدا تعالیٰ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگین کرے۔ اور اس کی منشاء کے مطابق اپنی مرضی سے چلے وہاں وہ خدا تعالیٰ کے دوسرے بندوں کے ساتھ بھی امن اور محبت و اتحاد کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

اگر کوئی انسان خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا یا اس کی مرضی کے مطابق چلنے کی کوشش نہیں کرتا۔ تو وہ مجرم ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو اپنا مخالف بناتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نہ اسے مانتا ہے۔ نہ اس کی مرضی کے موافق چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ وہ اس کے مقابلہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کا پہلے انسان سے زیادہ دشمن ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی انسان اس سے بھی بڑھ کر اس کی مخلوق کو ستاتا اور اسے بود و باش نہ رکھ دیتا اور اسے اپنے ظلموں کا تختہ مشق بناتا ہے۔ تو وہ پہلے دونوں انسانوں سے زیادہ مجرم ہے۔ خدا تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ دشمن بن جاتا ہے۔ پس وہ اپنے اس جرم کی وجہ سے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی انسان کوئی اونٹ خرید کرتا ہے مگر اس سے اپنا کام لے کر وہ کام دینے کی بجائے اپنے مالک اور اس کے بال بچوں کو مارنے یا کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے۔ اور اپنے مالک کا مقابلہ کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ مالک اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ یا تو اسے کسی اور کے پاس بیچ دیتا ہے یا اسے ذبح کر ڈالتا یا اسے گولی سے اڑا دیتا ہے۔ پس جو انسان خدا تعالیٰ کو مانتے اور اس کی مرضی کے مطابق چلنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ بھی اس طرح سخت سزا پانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

بے شک اس وقت دنیا کے پردہ پر ایسی قومیں بھی ہیں۔ جو خدا کو نہیں مانتیں اور اس کے کسی حکم کی قائل نہیں یا اسے مانتی اور اس کے حکم کی بھی قائل ہیں مگر اس کے حکم کے مطابق عمل نہیں کرتیں لیکن بعض ایسی قومیں بھی ہیں۔ جو نہ تو اسے مانتی ہیں نہ اس کے حکم کی قائل ہیں۔ وہ اس کے وجود کی دشمن ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ اس کے ماننے والوں کو طرح طرح کے دکھوں اور مصیبتوں کا تختہ مشق بناتی ہیں۔ اور خدا کے مقدس گھروں کو گراتی۔ اور ان کی بے حرمتی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ ایسا کر رہی ہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے کارٹون بنا کر اس کی تضحیک کرتی اور اس کے ساتھ اپنی دشمنی کا علی الاعلان اظہار کرتی ہیں۔ اور پھر اس کے ماننے والوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کر کے اس کے خلاف ان کو کھڑا کرنے کے لئے وہ طرح طرح کی حرکات کا ارتکاب کرتی ہیں۔ یہ سب اقوام مجرم ہیں۔ اور ان میں سے وہ قوم سب سے زیادہ مجرم ہے۔ جو ایک طرف خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور اس کے وجود پر استہزاء کرتی ہے۔ اور اس کی ہتک کی مرتکب ہوتی ہے۔ اور دنیا سے اس کے خیال کو مٹا دینے کا تہیہ کر چکی ہے۔ اسی طرح وہ اپنے ملک سے ان لوگوں کو مٹا دینا چاہتی ہے۔ جو اس کی ہستی کا اقرار اور احترام کرتے ہیں تاکہ آئندہ لوگوں کے دلوں میں خدا اور اس کی ہستی کا خیال تک نہ آوے۔ کیونکہ وہ اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتی ہے۔ کہ اس کا خیال اس کی تمدنی معاشرتی۔ اقتصادی اور مادی ترقیات کے راستہ میں سب سے بڑی روک ہے۔ وہ خدا کو بے کاری کا ذریعہ اور موجب ٹھیراتی ہے۔ اسے تنزل کا واحد سبب گردانتی ہے۔ اسی طرح وہ اپنے ملک کے ایک کثیر حصہ کو بھی اپنے لئے لعنت کا موجب سمجھ کر مٹا دینا چاہتی ہے۔ وہ لوگوں میں انصاف قائم کر کے امن و اتحاد و محبت پیدا کرنے کی بجائے ایک حصہ پر طرح طرح کے ظلم روا رکھ کر ان کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہے۔ وہ ان کے حقوق کو کسی طرح بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں وہ ان کے مال و دولت اور سامان کو لوٹ لیا۔ اور ان کو پاؤں تلے روند ڈالنا چاہتی ہے۔

یہ بات کسی سے بھی مخفی نہیں کہ ایسی قوم اہل روس ہیں۔ یہ قوم اپنے افعال شنیعہ کی وجہ سے خدا کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اور اپنے ملک سے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے وجود کو نیست و نابود کر دینا چاہتی ہے۔ اور خدا کی منشاء کے خلاف دنیا میں فرضی مساوات قائم کرنے کا ڈھونگ رچا کر دنیا کی دولت کو ہتھیا لینا چاہتی ہے۔ ان کی ایسی کرتوتوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔ بے شک وہ بعض دوسری قوموں کا بھی ان کے برے اعمال اور اس کی مرضی کے خلاف چلنے اور ظلم کرنے کی وجہ سے دشمن ہے مثلاً اس نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ ہم سود خوار قوموں پر آگ کا عذاب بھیجیں گے اور ان کو جنگوں میں مبتلا کر دیں گے۔ اسی طرح خدا کا بیٹا قرار دینے والی قوموں کے متعلق فرمایا۔ کہ ان کا یہ عقیدہ اس قدر خطرناک ہے۔ کہ اس کی وجہ سے زمین و آسمان پھٹنے لگیں گے۔ مگر اس نے روس کے متعلق خاص طور پر تباہی کی خبریں دی ہیں۔

پس یہ ظاہر ہے کہ جس قوم کا خدا دشمن ہو جائے۔ اور اس کی تباہی کا فیصلہ کر دے اس کا دنیا میں کہیں بھی ٹھکانا نہیں ہو سکتا روس اس وقت اپنے آپ کو دنیا کی دوسرے درجہ کی طاقت خیال کرتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس کی طاقت گذشتہ زمانوں کے مقابلہ میں غیر معمولی طور پر ترقی کر گئی ہے۔ اور اب ساری دنیا اس سے خائف ہے۔ وہ دنیا کے نظام کو تہ و بالا کر دینے کا تہیہ کر چکا ہے۔ وہ اس کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کر دینے کا عزم صمیم کر چکا ہے۔ وہ دنیا کو کھا جانا چاہتا ہے۔ وہ ساری دنیا کی دولت پر ہاتھ صاف کرنے کے منصوبے سوچ رہا ہے۔ لیکن ادھر خدا تعالیٰ نے بھی اس کے ارادوں کو صفحہ دنیا سے مٹا دینے کا مدت سے ارادہ کیا ہوا ہے۔ اور نہ صرف ارادہ کیا ہوا ہے۔ بلکہ اس کی خبر بھی دے رکھی ہے۔ اور اس خبر کو وہ وقتاً فوقتاً دہراتا رہا ہے۔ اور دنیا کو اس حقیقت کے یاد رکھنے کے لئے اپنے پیارے نبیوں کی معرفت پھر با خبر کرتا رہا ہے۔ اب خدا اور اس کے دشمن میں آخری جنگ ہو گی۔ جس میں اس کے دشمن کو ہمیشہ کے لئے شکست فاش ہو گی۔ دنیا میں اب اپنے آلات حرب اور تباہی کے سامان پیدا ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ کرمن کے اندر روس کی تباہی حرکت کرتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اور وہ اب اس طرح روز بروز نمایاں ہوتی جاتی ہے۔ کہ گویا وہ وقوع میں آ چکی ہے۔ (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

قادیان - ۲۲ر اپریل۔ محترم مولوی مقبول احمد صاحب فاضل بی۔ اے سابق مجاہد انگلستان ربوہ سے زیارت قادیان کے لئے وارد دارالامان ہوئے۔

۲۳ر اپریل۔ محترم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی پرنسپل (خلف حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی) اپنے بیٹے عزیز ناصر احمد کے ہمراہ قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نیروبی (مشرقی افریقہ) میں صدر جماعت ہیں۔ اور مع اہل و عیال چند ماہ کے لئے ربوہ آئے ہوئے ہیں۔

۲۵ر اپریل۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ کا امرتسر سول ہسپتال میں معائنہ کرایا گیا۔ ان کو اور ان کی اہلیہ محترمہ کو پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

منیر احمد صاحب امروہی جو کہ کچھ عرصہ سے قادیان میں ہی مقیم ہیں کے ہاں آج مورخہ ۲۵ کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی اور صحت والی عمر عطا فرما کر والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

عبدالستار نیازی کی درخواست مسترد

لاہور ۱۳ر اپریل۔ مسٹر جسٹس اے۔ایس ایم اکرام مسٹر جسٹس شہاب الدین اور مسٹر جسٹس آر کار نیلیس پر مشتمل فیڈرل کورٹ کے فل بنچ نے آج لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ اور حکم کے خلاف اپیل کرنے کی خاص اجازت کے لئے مسٹر عبدالستار نیازی کی درخواست مسترد کر دی۔ مسٹر جسٹس اکرام اور مسٹر جسٹس کار نیلیس نے ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہوئے دو مختلف فیصلے دیئے ہیں۔ مسٹر جسٹس شہاب الدین نے موخرالذکر کے فیصلے سے اتفاق کیا ہے۔

اس درخواست کی سماعت عدالت میں ۱۵ر سے ۱۷ر مارچ ۱۹۵۴ء تک جاری رہی مسٹر نیازی کی طرف سے مسٹر منظور رضا اور مسٹر محمد اسمٰعیل عبقی نے پیروی کی۔ اور تاج کی نمائندگی ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان مسٹر فیاض علی اور ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مسٹر اے آر چنگیز نے کی۔ نیازی صاحب جو آجکل ایک فوجی عدالت کے فیصلہ کے مطابق ۱۴ سال قید بامشقت کی سزا بھگت رہے ہیں۔ جون ۱۹۵۳ء میں لاہور ہائی کورٹ میں اس بنا پر اپنی رہائی کی درخواست پیش کی۔ کہ ان کی سزا غیر قانونی اور ناجائز ہے۔

لاہور ہائی کورٹ نے ۳ر جولائی ۱۹۵۳ء کو یہ درخواست مسترد کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے فیڈرل کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کی خاص اجازت حاصل کرنے کے لئے ۱ر اگست ۱۹۵۳ء کو موجودہ درخواست پیش کی تھی۔ اسی دوران میں ۲ر نومبر ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء انڈمنٹی ایکٹ کی منظوری حاصل ہوئی۔ کورٹ کے مسٹر جسٹس محمد اکرام نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ یہ فیصلہ کرنا فوجی حکام کی بجائے انگزیکٹو حکومت کا کام ہے۔ کہ وہ کس مرحلہ پر بلا خطر نظم و نسق دوبارہ اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ کیونکہ انگزیکٹو حکومت ہی فوج کو اپنی امداد کے لئے طلب کرتی ہے۔ ایکٹ کی دفعہ ۲ کے تحت مارشل لاء کا عرصہ ۶ر مارچ سے ۱۵ر مئی تک بتایا گیا ہے۔ یہ دونوں تاریخیں مارشل لاء کے عرصہ میں شامل ہیں۔ اور ۵ر مئی کو ہی سزائے موت سنانے کے بعد اس میں تخفیف کی گئی تھی۔ مسٹر جسٹس محمد اکرام نے لکھا ہے۔ کہ فیڈرل لیجسلیچر بلوری طرح ایک بااختیار ادارہ ہے۔ لہٰذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کوئی قانون منظور کرنے کی مجاز نہیں۔

احباب کو یاد ہوگا کہ نیازی صاحب ایم۔ایل اے مغربی پنجاب نے گذشتہ ایجی ٹیشن میں مسجد وزیر خاں میں ایک متوازی حکومت قائم کی تھی۔ اور مارشل لاء کے نفاذ پر وہاں سے راہ فرار اختیار کر لی تھی۔ قصور میں ان کو جب گرفتار کیا گیا تو روپوش ہونے کی خاطر انہوں نے داڑھی مونچھ صفاچٹ کرا رکھی تھی۔

"صبر اور شکر"

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ فری ٹاؤن (مغربی افریقہ)

ہمارا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری الہامی کتاب قرآن کریم تمام الہامی کتابوں سے افضل اعلیٰ اکمل اور بہترین کتاب ہے۔ اس کی تعلیم باقی دنیا کی کل کتب کے مقابلہ میں نہایت مفید اور بہترین ہے۔ صبر اور شکر کے بارے میں بھی جو تعلیم ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ صبر کا لفظ قرآن کریم میں کوئی ۹۰ جگہوں پر آیا ہے جہاں صبر کے معنے صبر کی تلقین صبر کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہے۔ فاصبر ان العاقبۃ للمتقین۔ صابروں کا انجام اچھا ہوتا ہے صبر کرنا متقین کی نشانی ہے۔ ان اللہ یحب الصابرین۔ اللہ تعالیٰ صابرین کو محبوب رکھتا ہے۔ ہر محبوب الٰہی صابر ہوتا ہے۔ وبشر الصابرین ...... ھم المھتدون۔ صابر ہی ہدایت یافتہ ہیں انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب صابروں کو بغیر حساب ملے گا۔ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا۔ خلق کو ہدایت دینے کا منصب صابروں کو ملتا ہے وتمت کلمت ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا۔ صبر کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل منعم ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بہترین زندگی ہم نے صبر میں پائی۔ بعض عارفین کی جیب میں لکھا اور رکھا ہوتا تھا واصبر لحکم ربک فانک باعیننا۔ حدیث میں آتا ہے۔ اذا احب اللہ عبداً ابتلاہ فان صبر اجتباہ وان رضی اصطفاہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو ابتلاء میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ صبر کرے تو اس کو چن لیتا ہے۔ اور اگر راضی رہے۔ تو اس کے ساتھ خوش ہو جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں ایسا ہی ذکر آتا ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کی تحقیق ہے کہ اپنے درد اور دکھ کو پوشیدہ رکھنا موجب رحمت ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدائد پر بھی اسی طرح شکر ادا فرماتے جس طرح نعمتوں پر۔ فرمایا الحمد للہ علیٰ ما یسوء ویسر ...... ہر مصیبت میں صبر اور شکر کرنا ازدیاد ایمان کی نشانی ہے۔ ایمان اور محبت میں پختہ ہونے کے لئے لازم گو ہماری دکھوں۔ ابتلاؤں میں اسرار رحمت ولطف ربانی نظر آئیں گے۔ غم سے تزکیہ نفس اور روح کا تجلیہ ہوتا ہے۔ اور نفس کی تطہیر اور استقامت حاصل ہوتی ہے ؎

بلا از دوست عطا است

واز عطا نالیدن خطا است

اللّٰھم اغفرنا۔

صبر کا ادب یہ ہے۔ کہ زبان کو شکوہ و شکایت سے باز رکھے۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔ مصیبت پر اگر زبان سے ہائے نکل جاوے۔ تو یہ منافی صبر نہیں انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کے فوت ہونے پر انا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔ راحت کبریٰ کا یہ مقام ہے۔ اللہ اکبر۔ زیادہ وضاحت کے لئے مہربانی کر کے حضور انور کی تفسیر کبیر ص۴۷ تا ۱۰۰ تفسیر سورۃ العصر کا مطالعہ کریں۔ حضور انور لکھتے ہیں:۔

" الصبر ترک الشکوی من الملوی لغیر اللہ الی اللہ۔ صبر مصیبت کے وقت شکایت نہ کرنا۔ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے پاس شکوہ نہ کرے۔ صبر کے معنے جرأت۔ بہادری کے بھی ہیں۔ صبر کے معنے قناعت کے بھی ہیں۔ صبر کے معنے عفت کے بھی ہیں۔ اور صبر کے معنے رازداری کے بھی ہیں۔ جزع فزع نہ کریں یا اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہ کریں۔ لغو اور فضول کاموں میں مبتلا ہونے سے روکنا مومنوں کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ خود بھی صبر کرتے اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ صبر کے ایک معنے استقلال کے بھی ہیں۔ مشکلات کو برداشت کرتے نیکیوں پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ اور استقلال کا مادہ اُن میں پایا جاتا ہے

شکر: لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ شکر کرنے کا نتیجہ زیادتی نعمت وایمان ہے ناشکری کفران نعمت ہے۔ ان فی ذالک لاٰیت لکل صبار شکور۔ ہر صابر شاکر کے لئے اللہ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ اُن کو نشانات دکھلائے گا۔ اور ظلمات سے النور کی طرف راہنمائی کرتا ہے سبحان اللہ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من لا یشکر الناس ۴۴ لا یشکر اللہ (ترمذی)

جو لوگوں کا شکر گذار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز شکر گذار نہیں ہے۔ شکر گذار وہ ہے۔ جو دکھ میں باہمت رہے۔ خدا کو نہ بھولے۔ شکر کی حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر نعمت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی دیکھا جائے۔ اپنی ذات یا مخلوقات کی طرف اس کی نسبت نہ کی جاوے۔ وہی نافع ہے وہی ضار ہے۔ رب ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔ ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے۔ اجابت دعا رزق وغنا۔ توبہ و مغفرت زیادتی نعمت شکر ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ الشاکر یستحق المزید۔ حضور انور نے فرمایا۔ من نزلت الیہ نعمۃ فلیشکرھا۔ النعمۃ وحشیۃ قیدوھا بالشکر۔ ہر حال میں شکر۔ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ خدا کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا۔ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ شکر کی توفیق بھی حق تعالیٰ کی ہی طرف سے ملتی ہے اور یہ توفیق خود ایک بڑی نعمت ہے نعمتوں کا اعتراف خود شکر ہے۔ غرض اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے۔ جاگتے ہر حال میں اپنے مولا کریم کا شکر کرتے رہنا ہی اصل عبادت ہے۔ الٰھی انت مقصودی و رضاک مطلوبی ترکت لک الدنیا اتمم علیٰ نعمتی وادخلنی من عندک انی صبور شکور۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

سلطان القلم نمبر

ہفت روزہ آزاد نوجوان مدراس ۱۴ر اپریل کو سلطان القلم نمبر شائع کر رہے ہیں۔ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہوگا جماعتیں احمدیت کے تجوابات اس میں درج ہوں گے قیمت ۲ر احباب لے خرید کر اعانت فرمائیں

شذرات

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور....

تحریک اسلامی کے سہ روزہ "دعوت" دہلی نے ہندوستان میں اپنے سربراہوں کی گرفتاری کے تعلق میں ۱۲ر اپریل کو لکھا کہ:-

"جماعت .... کے اقدامات اور .... حالات غیر مبہم رہے ہیں.. .... ہ تشدد اور تخریب کی پالیسی سے کنارہ کش رہی ہے.... اس نے خوب سمجھ لیا ہے کہ تخریبی کارروائیاں توڑ پھوڑ اور خفیہ ریشہ دوانیاں اسلامی مزاج کے خلاف اور قرآنی اور خدائی دعوت کے منافی ہیں"

اس کے پڑھنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ مودودی صاحب بجیت امن پسند ہیں۔ لیکن احباب کرام کسی نتیجہ پر پہنچنے سے قبل ذیل کی تحریر مطالعہ فرمائیں۔ مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:-

"اصلاح خلق کی کوئی سکیم بھی حکومت کے اختیارات پر قبضہ کئے بغیر نہیں چل سکتی۔ جو کوئی .... واقعی یہ چاہتا ہو کہ خلق خدا کی اصلاح ہو تو اس کے لئے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اس لئے اُٹھنا چاہئیے۔ اور غلط اصول کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کار لوگوں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہئیے"

(حقیقت جہاد)

ہندو نہیں آریہ

ہفت روزہ "آریہ ویر" جالندھر کی اشاعت ۱۹ر اپریل میں جناب راد پاکستان جی سالانہ (ریپیو) پنڈت دیانند جی کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے پور انک پنڈت جیش جی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:-

"معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی نے آریہ گرنتھوں کو دیکھا ہی نہیں۔ مگر دیکھا ہوتا تو ہندو لفظ اپنی گفتگو میں استعمال نہ کرتے جبکہ ہمارے کسی مانیہ گرنتھ میں ہندو نام سے یکی نہیں۔ ہندو نام تو ہمیں حقارت آمیز طریق پر دوسروں نے دیا ہے" (دشمن اور یہ بات پنڈت

دیانند جی نے اپنی تصنیف بھرانتی نوارن پستک میں درج کی ہے۔ نیز جناشہ جی لکھتے ہیں"

"بعض بھائی ہندو لفظ کی غلط تاویل کرتے تھک جاتے ہیں..... بھائی بگڑا بگڑا کر چننے کی کیا ضرورت ہے۔ جب اپنے ملک کا نام ہی آریہ ورت ہے۔ اور ہمارا پرچیں نام آریہ تو آریہ کہلانے میں شرم کیوں محسوس کرتے ہو۔ ہندو نام ویدوں اپنشدوں شاستروں راماین مہابھارت حتی کہ پورانوں تک میں کہیں نہیں آیا۔ یہ ہماری غلامی کی یادگار دشمنوں کا دیا ہوا نام ہے" مسلسل)

اس بارہ میں ہم تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن بہت ممکن ہے۔ آریہ کہلانے سے اسلئے احتراز کیا جاتا ہو کہ تمام ہندوؤں کے آریہ کہلانے سے یہ سمجھا جائے گا۔ گویا وہ تمام پنڈت دیانند جی کی تحریک میں شامل ہو گئے ہیں۔ البتہ اگر یہ حقیقت ہے کہ ہندو نام میں حقارت پائی جاتی ہے تو اسے جس قدر ترک کیا جائے بہتر ہے۔ لیکن یہ امر سوچنے کے [illegible] گا کہ آیا ہندو نام ترک کرتے ہوئے ملک کا نام ہندوستان بھی تو ترک نہیں کرنا پڑے گا۔ شہرت کا حصول سہل ترین امر نہیں لفظ ہندوستان کے ساتھ جو شہرت وابستہ ہے۔ اس کے ترک کرنے سے بہت سا نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ تجارتی کمپنیوں تو آسانی سے اپنا نام ترک نہیں کیا کرتیں جبکہ نام کی شہرت اور ساکھ بڑی قیمت لاتی ہے۔ لیکن یہ امر باعث حیرت ضرور ہے اور عدیم المثال بھی کہ ہزارہا سال سے کروڑوں افراد نے دشمن کا دیا ہوا حقارت آمیز نام کیونکر قبول کئے رکھا۔ اسلام سے قبل کے عربی اشعار میں ہند کا لفظ موجود ہے۔

مسلمانوں کے نام کے متعلق قرآن مجید کہتا ہے۔ هو سمّٰكم المسلمين کہ اللہ تعالے نے مسلم نام رکھا۔ کیا ہی پیارا اور اعزاز کا حامل نام ہے۔ اس کے معنی ہیں اللہ تعالے کا فرمانبردار نیز صلح جو اور مصالحت پسند۔

اردو اور ہندی

جہاں ایک طبقہ اردو کی ترقی کی خواہش کو تعصب کا شاخسانہ سمجھتا ہے وہاں سمجھدار طبقہ اس کی اوصاف حمیدہ کا معترف ہے۔ چنانچہ آل انڈیا مشاعرہ بھوپال میں صدر مشاعرہ ڈاکٹر شنکر دیال وزیر اعلیٰ نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ اردو شاعری کسی مخصوص جماعت یا ملت کا سرمایہ نہیں بلکہ یہ ایک مشترک قومی سرمایہ ہے بمبئی میں ایک مشاعرہ کی صدارت کرتے ہوئے مشہور انگریزی ماہنامہ نیشنل ہیرلڈ کے منیجنگ ڈائرکٹر مسٹر سرلواستو صاحب نے خطبہ میں کہا کہ دنیا کی لسانی تاریخ میں یہ بات مسلمہ ہے کہ اردو زبان نے نہایت ہی کم عرصہ میں بڑی ترقی کی ہے۔ اور کوئی زبان اس کی ترقی کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ اردو زبان میں جو لطافت پاکیزگی اور چاشنی ہے۔ دنیا کی کسی زبان میں نہیں ہے۔ اور اپنی جامعیت جاذبیت اور وجود کے اعتبار سے ایک کھلی حقیقت ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آج کل بدقسمتی سے اردو ہندی کا جھگڑا اس زبان کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ یہ درحقیقت ان دو بہنوں کا جھگڑا ہے جو اپنی سالگی کے رنگ پر آپس میں جھگڑا کرتی ہیں۔ اور اپنے بناؤ سنگھار کے لئے ایک دوسرے سے نوک جھونک کر رہی ہیں۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے۔ جبکہ یہ دونوں بہنیں رنگ روپ کا جھگڑا ختم کر کے واقعی بہن بہن بن کر خوشگوار زندگی بسر کریں اور آپس میں یہ مان لیں کہ تمہارا رنگ بھی اچھا ہے۔ اور ہمارا رنگ بھی اچھا ہے۔

سنسکرت لٹریچر میں سائنس

آجکل جو ایجاد معرض وجود میں آتی ہے اس کا ذکر قدیمی ہندو کتب سے نکال لیا جاتا ہے گویا یہ مذہبی کتب سائنس کی تفصیلی باتوں پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ پرتاپ مورخہ ۲۳ر اپریل میں ایک قدیم کتاب سمرانگن سوتر دھارا کے حوالہ سے ہوائی جہازوں کی ساخت اور پرواز کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا ہے کہ کتاب ہذا میں یہ بھی درج ہے کہ

"ہوائی جہاز تیار کرنے کی تفاصیل اس لئے درج نہیں کی جا رہی تاکہ یہ معاملہ پردہ راز میں رہے۔ اگر ان تفاصیل کا پبلک میں انکشاف کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ ہوائی جہازوں کو غلط طور پر استعمال کیا جائے"

ہم یہ سمجھ نہ پائے کہ تفصیل تو درج نہیں کی گئی۔ لیکن ہوائی جہاز عملاً تو بنائے اور استعمال کئے جاتے تھے کیا بنانے اور استعمال کرنے والوں سے عوام کو علم ہو جانے کا خطرہ نہ تھا۔ تفصیل نہ لکھنے کی اگر یہ وجہ صحیح ہے تو ضروری ہوا کہ ہم اس زمانہ میں بھی ایک ایسے طریق سے اجتناب کریں کہ جس سے عملی یا علمی طور پر تفاصیل کا علم پبلک کو ہو۔ لیکن کیا یہ امر کبھی قابل تحمل اور مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر غلط استعمال کے خطرہ سے علوم کی تدوین روک رکھی جاتی تو حضرت آدم کی دنیا اور آج کی دنیا میں زمین و آسمان کا فرق پیدا نہ ہو جاتا۔ پھر لکھا ہے۔

"کتب سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں وہ قسم کی اگنی ہوا کرتی تھی اور بیشتر موقعہ پر لفظ اگنی برقی یا مقناطیسی حالتوں کو ظاہر کرتا تھا۔ کنڑول کی ہوئی آگ سے مطلب غالباً ایک عام بھٹی ہوگا..... زیادہ اغلب یہ ہے کہ جس اگنی کا مندرجہ بالا سطور میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ بجلی کی اگنی ہوگی جسے کہ آجکل کی سائنس کم و بیش جانتی ہے"

اگر بھارت ہمارے وطن کی تاریخ پارینہ سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اس وقت عصر حاضر سے بھی زیادہ سائنسی ترقی کر چکا تھا تو ہمارے لئے یہ امر باعث مسرت ہے۔ لیکن سطور بالا سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حوالجات سے حسب خواہش معانی مستنبط کئے گئے ہیں۔ ورنہ یہ علم سائنس کیونکر ضائع ہو گیا اس کے لئے کوئی معقول دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔

ڈاکٹر ستیہ پال آنجہانی

جناب ڈاکٹر ستیہ پال سپیکر پنجاب اسمبلی کی وفات پر محترم ناظر صاحب امور عامہ قادیان نے لالہ بھیم سین سچر وزیر اعلیٰ اور آنجہانی کی صاحبزادی محترمہ کو ذیل کا تعزیتی برقیہ ارسال کیا:-

"ہمیں ڈاکٹر ستیہ پال کے المناک سانحہ ارتحال سے ازحد قلق ہوا ہے۔ آپ کی وفات سے ملک کو ایک ممتاز قابلیت والے عظیم محب وطن اور سوشل ورکر کا نقصان ہوا ہے۔ براہ کرم ہمارا پیغام ہمدردی آنجہانی کے خاندان کو پہنچا دیں"

جماعت احمدیہ قادیان کو ان کی یاد نہیں بھول سکتی۔ تقسیم ملک کے معاً بعد غالباً ۱۹۴۸ء میں جب آپ قادیان تشریف لائے تو خاص طور پر جماعت احمدیہ کے ذمہ دار ارکان سے آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب وہم ضبغیهم کے مکان پر ملاقات کی۔ ان ایام میں ابھی ہم قادیان میں بھی پوری طرح امن محسوس نہیں کرتے تھے۔ آپ نے ہمیں یقین دلایا کہ اگر آپ میری تحریک پر باہر چلیں تو ہم جانے والوں کی کامل حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے ۱۹۵۲ء میں جب آپ سپیکر منتخب ہوئے تو تہنیتی تار کے جواب میں آپ نے نہایت خیر میں الفاظ میں ذیل کا مکتوب ارسال فرمایا:-

اخبار ضلع گورداسپور

— بٹالہ گورداسپور کی تحصیلوں میں مربع بندی کا کام اپریل ۱۹۵۱ء سے شروع ہے۔ ۵۳-۱۹۵۲ء میں ۳۶ دیہات کے ۱۷۵۴۲ ایکڑ رقبہ کا اور ۵۳-۱۹۵۲ء میں ۳ دیہات کے ۳۸۶۸ ایکڑ رقبہ کی مربع بندی کی گئی۔ ۵۴-۱۹۵۳ء میں ۳۳ دیہات کے ۱۶۳۵۰ ایکڑ رقبہ کی تصدیق ہو چکی ہے۔

— محکمہ سول سپلائی کی ۳۱ر مارچ ۱۹۵۴ء کو ختم ہونے والے سال کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کنٹرول اٹھائے جانے کے بعد محکمہ نے ۱۳۱۸۰ ٹن گندم شیر سسٹم کے ذریعہ خرید کی۔ ۳۲۷۶۵ ٹن دھان ضلع میں خرید اگیا۔ جس میں سے ۱۱۵۲۱ ٹن چاول دوسرے صوبوں کو اور ۹۸۶ ٹن چاول صوبہ کے دیگر اضلاع کو بھیجا گیا ۳۶۹ ٹن لوکل پر اونشل ریزرو سٹورس میں جمع کیا گیا۔ ابھی ۱۲۸۱۰ ٹن چاول بیوپاریوں کے پاس ہی ہے۔

— قادیان۔ ۱۹ر اپریل۔ کانگرس کمیٹی قادیان کا خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر ستیہ پال سپیکر پنجاب اسمبلی کی وفات پر اسمبلی اور آپ کے پسماندگان سے تعزیت کی قرارداد پاس کی گئی۔ جس میں بیان کیا گیا کہ ڈاکٹر صاحب آنجہانی نے ملک کی آزادی کے لئے بہت سی قربانیاں کی تھیں۔ اور آزادی کے بعد بھی اس وقت تک ملک کی خدمات میں ہمہ تن مصروف رہے تھے۔ آپ کی وفات سے ایسا خلاء پیدا ہوا ہے۔ جو عرصہ دراز تک کے لئے ناقابل تلافی ہے۔

— گورداسپور ۳۰ر اپریل۔ جناب کرنشمی چندر وشسٹ ڈپٹی کمشنر نے اپنے عہدہ کا چارج دے دیا۔ آپ چنڈی گڑھ میں محکمہ مال کے ڈپٹی سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ آپ ایک بیدار مغز اور تجربہ کار افسر تھے۔ تعصب سے بالا تھے۔ ہمیں ذاتی تجربہ ہے کہ ہمیشہ خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ آپ نے اس ضلع میں نئے نئے ترقیاتی منصوبے شروع کئے تھے۔ اور ان میں کافی حد تک پیش قدمی کی تھی آپ ان منصوبوں میں بہت دلچسپی لیتے تھے اور اسی وجہ میں آپ کی یہ عام شہرت تھی۔ کہ اجتماعی عمل کے مواقع پر آپ اپنے ہاتھ سے مٹی پتھر اٹھانے کا کام کرتے عوام کے لئے نیک نمونہ بنتے تھے۔ امید ہے آپ اپنی نئے منصب ذالنعق کو بہترین رنگ میں سرانجام دینے کی توفیق پائیں گے۔

آپ سے جناب سکلدیپ سنگھ نارنگ نے چارج سنبھالا ہے۔ آپ اس سے قبل بھی ابھی

ضلع میں سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے طور پر کام کر چکے ہیں۔ ضلع ہذا ہمیشہ پسماندہ رہا ہے لیکن آزادی کے بعد ترقی کے خیالات یہاں کے باشندگان میں بھی گدگدانے لگے۔ ہم آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ آپ ضلع کے مفید حاکم ثابت ہوں گے اور باشندگان کی ترقی کے جذبات کو پورا کرنے کا موجب ہوں گے۔

— ضلع میں گزشتہ ماہ کے آخر تک ۱۱۱ سنگل ٹیچر مدارس مکمل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ۳۳ لڑکیوں کے ہیں۔ نیز ۶ تعلیمی مراکز بھی جاری کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ۲ عورتوں کے ہیں۔

— بٹالہ ۲۹ر اپریل۔ تینوں ایسوسی ایشنز کا مشترکہ اجلاس میں پنجاب سیلز ٹیکس ایکٹ پر غور کر کے اس مطالبہ کا فیصلہ ہوا۔ کہ اس کا نفاذ زرعی آلات اور خام مال پر نہیں ہونا چاہئیے۔ اگر حکومت نے مطالبہ نہ مانا۔ تو تمام کارخانے غیر معین عرصہ کے لئے بند کر دیئے جائیں گے۔

— کولمبو پلان کے ماتحت بٹالہ کی بڑی [illegible] معائنہ کر کے لوکے کی بھٹیاں اور چھاپہ خانے کی مشینیں تیار کرنے کا مشورہ لیا گیا ہے۔

ایک نوجوان کا انتقال

مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب تاجر امیر جماعت چنتہ کنٹہ کے تار سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے چھوٹے بھائی عزیز محمد اعظم صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قادیان سے بھی ان کی تعزیت کا تار بھجوایا گیا ہے۔ احباب مرحوم کی مغفرت کے لئے جنازہ غائب پڑھیں۔ اور اقارب کو صبر کی توفیق ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔

(امیر مقامی قادیان)

درخواستہائے دعا

احباب مندرجہ ذیل احباب کی دعاؤں سے امداد فرمائیں (۱) بابو تاج الدین صاحب سیکرٹری مال سرینگر کے لڑکے نے ایف اے کا امتحان دینا ہے (۲) مولوی عبد الستار صاحب شاکر قادیان کے بھائی عبد الغفار صاحب لبارضہ خناق ربوہ میں بیمار رہیں جس سے اقارب کو پریشانی ہے۔ اور بڑھاپے کا بھی درج ہو رہا ہے (۳) محمد حسین صاحب بنگلور شہر کی بیٹی تیز بخار میں مبتلا رہیں۔ (۴) معرفت عرفانی صاحب کے بھیڈ پریشر سے علیل ہونے کی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری اطلاع دیتے ہیں پہلے سے افاقہ ہے۔

بقایاداران متوجہ ہوں

کسی کا قرض نہیں رکھتے اپنے سر پر وہ
جو آپ دے انہیں اسکو ہزار دیتے ہیں
جوان کے واسطے ادنیٰ سا کام کرتا ہے
وہ دین و دنیا کو۔ اسکی سدھار دیتے ہیں
(از حضرت امیر المومنین)

ضروری اعلان
جملہ احباب و عہدیداران مال

جماعتہائے ہندوستان کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ کہ آخر اپریل ۱۹۵۴ء کو موجودہ مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اور ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ بجٹ ۵۴-۱۹۵۳ء میں سے بہت زیادہ بقایا ہے۔ لہٰذا جماعت کے سر دست کو چاہئیے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے سیکرٹری مال سے اپنے بجٹ چندہ جات اور اس کی ادائیگی کا حساب کرے۔ اور اگر اس کے ذمہ گذشتہ لازمی چندوں کے واجبات قابل ادا ہوں تو اس کی فوری ادائیگی کی طرف توجہ کرے۔

اسی طرح جملہ جماعتوں کے عہدیداران مال کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد کے سالانہ بجٹ اور اس کی وصولی کا جائزہ لیں۔ اور بقایاداران سے بقایا بجٹ کی رقوم کا مطالبہ کریں۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

"اے ایمان والو۔ آؤ میرے ساتھ ایک تجارت کرو۔ جو کہ تم کو عذاب الیم سے بچائے گی اور وہ تجارت یہ ہے کہ تم حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کو قربان کر دو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور تم کو ایسے باغات میں داخل کرے گا۔ جس کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی۔ اور پاکیزہ گھر ہوں گے۔ جو کہ تم کو ہمیشگی کی جنتوں میں ملیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

اسی طرح پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد اسکے وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے ایک پیسہ کے برابر نہیں ہو گا۔ ۔۔۔۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔"

حقیقت یہی ہے کہ چندہ جات کی ادائیگی انسان کے اپنے ہی فائدہ کیلئے ہے۔ اس سے نہ صرف روحانی بیماریوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ظاہری اور جسمانی تکالیف و مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مال قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا۔ میں اس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ دعا کر چکے ہیں۔ کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما۔ اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا۔ اسے حضرت مسیح علیہ السلام کی اس دعا سے بھی حصہ ملیگا۔ اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہو گا۔"

مندرجہ بالا ارشادات کسی مزید وضاحت کے محتاج نہیں۔ امید ہے کہ ہر احمدی دوست ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے بقایاجات اور چندہ جات کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ کرے گا۔ اور سو فیصدی ادائیگی بجوم کر کے خدا تعالیٰ کے نزدیک اجر کا مستحق بنے گا۔

آخر پر دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ موجودہ مالی سال اس ماہ کے آخر پر ختم ہو رہا ہے لیکن ابھی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سالانہ بجٹ کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ جماعت کا ہر فرد اور جملہ عہدیداران فوری طور پر اپنے حسابات کا جائزہ لیں۔ اور جلد جلد اپنے ذمہ بقایاجات کی ادائیگی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں!

[illegible] ڈاکٹر [illegible] پال سپیکر [illegible] اپریل کی درمیانی شب [illegible] حرکت قلب بند ہونے [illegible] آپ پنجاب کے دیرینہ [illegible] لیڈروں میں [illegible] بھی پنجاب بھر کے [illegible] اور ملاقاتیں [illegible] جیسے لسر گودھا [illegible] کی وفات سے جو [illegible] پیدا ہوا ہے ایک [illegible] میں ہوتا رہے گا۔

آپ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے ۱۹۰۲ء [illegible] بی۔ اے کی ڈگری اور [illegible] ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی ۱۹۱۰ء میں پنجاب کے فسادات کے دوران میں آپ کو کالے پانی کی سزا دی گئی ۱۹۱۹ء میں عام معافی کے اعلان پر آپ کو بھی چھوڑ دیا گیا۔ ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں عدم تعاون کی تحریک میں پھر جیل بھیجا گیا۔ گذشتہ جنگ عظیم میں آپ بطور آئی ایم ایس افسر کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں آپ امرتسر کے حلقہ [illegible] اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور [illegible] اسمبلی کے سپیکر منتخب ہوئے۔

واشنگٹن۔ امریکہ کے محکمہ دفاع نے اعلان کیا ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں [illegible] ہزار دو سو اسٹھ امریکی کام آئے۔

۱۹ اپریل سے [illegible] سے لاہور اور امرتسر کے درمیان ریلیں چلنے لگیں گی۔ مسافروں کی تلاشی اور کاغذات سفر کی جانچ صرف اٹاری میں ہوا کرے گی۔ امرتسر دہلور پر ہندو پاکستان کے حکام تلاشی لیا کریں گے امرتسر سے اٹاری تک ٹکٹ ہندوستانی سکہ میں اور لاہور تک کے باقی سفر کا پاکستانی سکہ میں خریدنا پڑے گا۔

کراچی۔ ترکی اور اردن کے سربراہ [illegible] پاکستان کا دورہ کریں گے۔ [illegible] سعود ہندوستان ہوتے ہوئے مشرقی بنگال جائیں گے۔

نئی دہلی۔ پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ میں کہا کہ ہند چینی میں جنگ بندی کے بعد ہی مذاکرات کی نئی راہ نکل سکتی ہے۔

مدراس۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ ہندوستان سے انگریز کے نکل جانے کے بعد کسی کا اقتدار برداشت نہیں کیا جائے گا۔

پشاور۔ سلطان سعود والئی حجاز اپنے چار صاحبزادوں، دوسرے شہزادوں اور وزیروں بہمراہ کراچی سے سرحد کے تین دن کے دورہ پر پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اہالیان پشاور کے سپاسنامہ کے جواب میں آپ نے تقریر میں قرآن و سنت پر چل کر اسلام کی خدمت کرنے کی تلقین کی۔

سروودایا پوری۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ عالمی کشیدگی کو اہنسا سے دور کیا جا سکتا ہے۔

قاہرہ۔ حکومت مصر نے مصری اخبارات کو [illegible] عناصر سے پاک کرنے کی کوشش کا اعلان کیا ہے۔

قاہرہ۔ مصر میں پھر انقلاب رونما ہوا ہے۔ جمال عبدالناصر وزیر اعظم بن گئے۔ کئی اور فوجی افسروں کو کابینہ میں شامل کر لیا گیا۔

انقرہ۔ ترکی کے سرکاری حلقوں کے تاثرات ہیں۔ کہ ترکی پاکستان معاہدہ نیٹو کی شکل اختیار کرے گا۔ دونوں ملکوں کی فوجیں مشترکہ مشقی جنگوں میں حصہ لے سکیں گی۔

۲۰ اپریل۔ پارلیمنٹ میں مالی بل پر بحث ختم ہوئی۔ اختتام پر کہا گیا کہ ابھی وقت ہے کہ وزیر خزانہ اپنی تجاویز پر غور کریں۔ اس لئے کہ جو نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ ان کا براہ راست غریبوں پر اثر پڑتا ہے۔

جموں۔ شیخ عبداللہ کو موسم کی رعایت سے کُد منتقل کر دیا گیا ہے۔ جو زیادہ سرد مقام ہے۔ وہاں مرزا افضل بیگ پہلے ہی نظر بند ہیں۔ لیکن دونوں کو الگ الگ رکھا جائے گا۔

کراچی۔ مسئلہ کشمیر پر پاکستان پارلیمنٹ میں بحث ہوئی جس میں ایک ممبر نے اس اندیشہ کا اظہار کیا کہ تیسری جنگ عظیم کشمیر سے شروع ہوگی۔

ٹوکیو۔ کوریا کی جنگ بند ہونے سے جاپان کو امریکی آرڈر نہیں مل رہے حکومت جاپان روسی تاجروں کو جاپان آنے کی اجازت دے رہی ہے۔

ٹوکیو۔ ہائیڈروجن بم کی ریڈیو ایکٹو راکھ سے زخمی ہونے والے مچھیروں کے متعلق خون کے امراض کے ماہر پروفیسر ماریٹا نے کہا کہ وہ ہڈیوں کے گودے میں کمی خون کا ایک ایسا مرض ہو گیا ہے۔ جس کا سائنس کے موجودہ طریقوں سے علاج کرنا بالکل ناممکن ہے۔

کراچی۔ پاکستان پارلیمنٹ میں مسٹر محمد علی نے بیان کیا کہ قضیہ کشمیر کا تصفیہ ہوئے بغیر ہندو پاکستان میں دوستانہ تعلق قائم ہو سکتا۔ بخشی غلام محمد نے ہندسے کشمیر کے الحاق کو آخری بتا کر اگست ۵۳ء کو مذاق بنا دیا۔ ہندو پاکستان کے جھگڑے کے طول سے ایشیا کے استحکام کو خطرہ ہے۔ یہ بھی بتایا کہ مسٹر نہرو نے بخشی غلام محمد کے اعلان کی تردید سے انکار کر دیا۔ البتہ پاکستان کو یقین دلایا کہ ہندوستان اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرے گا۔

۲۱ اپریل دہلی۔ حکومت ہند نے بتایا کہ وہ مقبوضات فرانس کے مسئلہ کو پرامن طور پر طے کرنے کی خواہش مند ہے۔ نیز کہا کہ غیر ملکی پولیس کو ہندوستانی علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

نئی دہلی۔ کونسل آف سٹیٹ میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ کہ بحری بیڑہ کے لئے صرف ۱۲ کروڑ روپے مخصوص کئے گئے۔ اور مطالبہ کیا گیا۔ کہ ہندوستانی بحریہ کو جلد از جلد وسعت دی جائے۔ ہندوستانی و پاکستانی بحری طاقت تقریباً مساوی ہے۔

نئی دہلی۔ راجہ غضنفر علی خاں طویل رخصت پر دلی سے جہاں وہ ہائی کمشنر ہیں جا رہے ہیں۔

نئی دہلی۔ حکومت ہند نے عازمین حج کو انکم ٹیکس کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن بعض ایسی آسانیاں دی گئی ہیں۔ کہ ناواقف لوگوں کو ضروری سرٹیفکیٹ حاصل کرنے میں دقت نہ ہو۔ دیہاتی لوگ نائب تحصیلدار سے استثنیٰ کا سرٹیفکیٹ لے سکیں گے۔

اسکندریہ۔ کرنل ناصر نے پریس کانفرنس میں بتا دیا کہ ترکی پاکستان معاہدہ میں کوئی عرب ملک اس وقت شامل نہیں ہوگا۔ جب تک خود برطانیہ کے درمیان نہر سویز کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔

نئی دہلی۔ ڈپٹی کمیونسٹ لیڈر مسٹر بی گپتا نے ریاستی کونسل میں کہا کہ حکومت ہند اپنی موجودہ غیر جانبدارانہ پالیسی ترک کر دے۔ اور بتایا کہ ضرورت ہے کہ پاکستان سے دوستی مضبوط کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ یہ اعلان ہونا چاہیئے کہ ہم پھر سے تعلقات قائم کرنا اور پاسپورٹ سسٹم ختم کرنا چاہتے ہیں۔

کراچی۔ ۱۹ اپریل۔ شاہ سعود نے دس لاکھ روپے اور ان کے وزیر مالیات اور تاجروں نے پانچ لاکھ روپے پاکستان کے رفاہ عام کے لئے بطور عطیہ دیئے۔

کراچی۔ دو مرکزی وزراء سر ظفر اللہ خان و مشتاق احمد گورمانی کے خلاف تحریک عدم اعتماد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ جبکہ مسلم لیگ پارٹی کے اجلاس میں یہ تحریک تائید نہ ہونے کے باعث پیش نہ ہو سکی۔ مرکز کا بینہ کا خیال ہے کہ اس کے ارکان ایک ساتھ کام کریں گے اور ایک ہی ساتھ کام سے سبکدوش ہوں گے۔

قاہرہ۔ کرنل جمال عبدالناصر دوبارہ وزیر اعظم اور گورنر جنرل بن گئے ہیں مصر کی نئی وزارت کے اکیس ارکان میں سے کوئی بھی نجیب کا طرفدار نہیں۔

پشاور۔ شاہ سعود نے ورسک میں بجلی سٹیشن کا افتتاح کیا۔ پشاور سے جمرود تک انتیس میل لمبے راستہ پر سڑک کے قریب لوگ شاہ کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اکثر مقامات پر مقامی باشندوں نے ملاقاتیں بھی کیں۔

کراچی۔ ایک اقتصادیات کی سوسائٹی کے سپاسنامہ کے جواب میں چوہدری ظفر اللہ خاں نے کہا کہ دولت سے زیادہ ملک کو تربیت یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے۔

۲۰ اپریل۔ لاہور۔ شاہ سعود کا لاہور میں پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اور گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ اور اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ مینیجر